ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
مجلہ
شمارہ 5 جلد 12
ربیع الاول ۱۴۳۳ھ فروری 2012

قارئین الحقیقہ کو
جشن عید میلاد النبی ﷺ
مبارک ہو



کائنات کا سب سے بڑا دن،

ماہ ربیع الاول اور پاکستان (اداریہ)

علامہ اقبال بحضور سرکار کائنات ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ کی غمخواری امت

مسائل دینیہ

فہرست

1:	ماہ ربیع الاول اور پاکستان	علامہ محمد سعید عامر آسوی	02
2:	کائنات کا سب سے بڑا دن	حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ	04
3:	مسائل دینیہ	علامہ حافظ محمد نصر اللہ آسوی	16
4:	علامہ اقبال بحضور سرور کائنات ﷺ	پروفیسر رحیم بخش شاہین	33
5:	حضور نبی کریم ﷺ کی غمخواری امت	حافظ سید محمد سعید اللہ شاہ	44

خوشیاں مناؤ ہسی جاؤ

آگئے نیں سرکار دو عالم — خوشیاں مناؤ ہسی جاؤ
ہن نہ ذکر غماں دا چھیڑو — غم بُھل جاؤ ہسی جاؤ
جے کرنا اے رب نوں راضی — جے لینی سرکار دی رحمت
شام سویرے گیت نبی دے — یارو گاؤ ہسی جاؤ
آیا جد محبوب پیارا — ہر ماڑے بے کس دا سہارا
رحمت کرے اعلان چو طرفہ — عید مناؤ ہسی جاؤ
ماتم دی گل تک نئیں کرنی — زخماں دا ناں تک نئیں لینا
آیا اے ہسن دا مہینہ — ہسی جاؤ ہسی جاؤ
کرو نہ گستاخاں دی پروا — تھاں تھاں ایناں دا نواں پواڑہ
اے روون تے روندیاں تائیں — ہور رواؤ ہسی جاؤ
ہن کاہدا تقدیر دا رونا — ہن بننا مٹی نے سونا
آیا بخت جگاون والا — بخت جگاؤ ہسی جاؤ
او ویکھوں رحمت دا سمندر — لے جاؤ اپنے کاسے بھر بھر
پی پی کے ہن صدیاں والی — پیاس بجھاؤ ہسی جاؤ
حلوہ خود تقدیر کھلاوے — منہ مٹھا مومن دا کراوے
ہسی جاؤ حلوہ کھاؤ — حلوہ کھاؤ ہسی جاؤ
آئے جد محبوب گرامی — قدسی آ آ دین سلامی
نالے اک دوجے نوں آکھن — نعرے لاؤ ہسی جاؤ
نقش لاثانی نے دسیا کرنا — آتی کرنا نبی دا چرچا
ٹل لا لا کے آقا دا — میلاد مناؤ ہسی جاؤ
آگئے نیں سرکار دو عالم — خوشیاں مناؤ ہسی جاؤ

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ اداریہ

ماہِ ربیع الاول اور پاکستان

سعید آسوی کے قلم سے

اس بات میں کسے شک ہے کہ آج تمام طاغوتی قوتیں اہل اسلام بالخصوص پاکستان کی تباہی و بدحالی کی خواہاں ہیں اور صد افسوس کہ اکابرین و عمائدین سلطنت انہی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔ ہر آنے والا مہینہ، گزشتہ سے بڑھ کر، ان کے ناپاک منصوبوں کی نئی "درائٹی" لے کر سایہ فگن ہوتا ہے۔ ذرا ماہ جنوری کی ان ہنگامہ خیزیوں کو ملاحظہ فرمایئے:

☆......پنجاب پبلک سروس کمیشن نے کالج میں اسلامیات کے لیکچرر کی تعیناتی کے لئے، لئے جانے والے امتحان کے نتیجے کا اعلان کیا تو اس فہرست میں 17 ایسے نام تھے جن کے سامنے **"Non-Muslim"** لکھا تھا۔ حالانکہ یہ نام مسلمانوں والے تھے (یعنی محمد، حسین، حافظ، زینب وغیرہ) چنانچہ ظاہر ہے کہ یہ لوگ قادیانی ہیں۔ صدر و وزیر اعظم، گورنر و وزیر اعلیٰ نیز چیئرمین اور اراکین پنجاب پبلک سروس کمیشن جواب دیں کہ پاکستانی نوجوان کا فکری و نظریاتی جنازہ نکالنے کے لئے یہ دور کی کوڑی کون لایا کہ اسلامیات جیسا مضمون بھی اب قادیانی پڑھائیں۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا　　　افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

(مگر دور حاضر کے فرعونوں کو یہ سوجھ گئی یقیناً یہ فرعون اس فرعون سے بدتر ہیں)

☆......لاہور میں ایک گرلز کالج کی طرف سے لڑکیوں کے لئے 'میوزیکل کنسرٹ' (ناچ گانے) کا پروگرام ہوا۔ جس میں بھگدڑ سے چند لڑکیاں جاں بحق اور متعدد زخمی ہو گئیں۔ ہمیں ان لڑکیوں کے جاں بحق اور زخمی ہونے پر افسوس ہے، لیکن زیادہ افسوس ان والدین پر جو اتنے 'فارورڈ' ہو گئے ہیں کہ اپنی جوان بچیوں کو اس طرح کی تقریبات میں بھیجنے لگے ہیں۔ پھر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایسی غیر اسلامی حرکات یعنی ناچ گانے کی محافل کے انعقاد کی اجازت دینے والے، بیمار ذہنیت کے عناصر کو ایسی کھلی چھوٹ کس نے دے دی ہے؟

☆......این آر او اور میمو سکینڈل پر ہنوز حکومت وقت ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور نت نئے طریقوں سے معاملے کو طول دے کر ملکی اثاثہ جات سے زیادہ زیادہ 'مستفید' ہونے کے لئے مسلسل وقت حاصل کیا جا رہا ہے۔ حکومت کی عدلیہ اور فوج کے ساتھ پیدا شدہ حالیہ کشیدگی محض حکومت کی ملک دشمن پالیسیوں کے سبب ہے اور حکومت کو اس معاملے میں امریکہ و بھارت کی مکمل اشیر باد حاصل ہے۔

☆......سلالہ چیک پوسٹ پر حملے کے بعد ملکی عمائدین کی طرف سے جس غم و غصے کا اظہار کیا گیا تھا اور ڈرون حملوں کی اجازت نہ دینے، اپنے اڈے واپس لینے اور نیٹو سپلائی معطل رکھنے کے جو حوصلہ افزا فیصلے کئے گئے تھے۔ اب یہ فیصلے اور ارادے کمزور ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ اس کی وجہ چند 'بڑے ممالک' کا سیاسی دباؤ جسے ہمارے 'بڑے' برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے نیز ملکی حدود کے اندر امریکہ نواز طبقے کا وجود ہے۔ گویا امریکی

غلامی سے آزادی کا جو پروگرام بن رہا تھا، اب ہم اس پر 'شرمندہ' ہیں۔

المختصر! وطن عزیز آج انواع واقسام کے مسائل ومصائب کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ معاشرے میں افراتفری اور نفسا نفسی ہے۔ حکمران عوام کے مسائل کیا حل کریں گے، ان کی فکر اور ان کے کرتوت خود ایک مسئلہ ہیں۔ انہیں محض اپنی حکومت بچانے اور مضبوط کرنے کا خبط ہے۔ یہ تمام درندہ صفت حکام لوٹ مار میں مصروف ہیں، گویا ان کا ایک ہی نعرہ ہے کہ 'کمائے گی دنیا، کھائیں گے ہم'۔ رشوت کا بہر شور ہے۔ چوری، ڈکیتی اور دہشتگردی نے عوام کا سکون لوٹ رکھا ہے۔ کسی کی جان اور عزت محفوظ نہیں۔ بندۂ مزدور کے حالات بہت تلخ ہیں۔ مگر یہ ساری تلخیاں اور پریشانیاں ان تلخیوں اور پریشانیوں کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہیں جو حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل دنیا بھر کی انسانیت کو لاحق تھیں۔ اس وقت ساری دنیا کے سیاسی، سماجی اور معیشی حالات آج سے کئی سو گنا خراب تھے۔ آج اسلام اور پاکستان کے لئے سب سے زیادہ خطرناک امریکہ، اسرائیل، بھارت اور خود ہمارے حکمران ہیں، جبکہ اس دور کے ظالموں کی نا تمام فہرست میں ایران کا کسریٰ، روم کا قیصر، بت پرستوں کا کاہن، عیسائیوں کا پادری، کافروں کا مذہبی راہنما، جنت کے پروانے بیچنے والا عیسائی پوپ، ہندوؤں کا برہمن اور مجوسیوں کے مغ زادے تھے۔ صرف قیصر وکسریٰ کے ہی مظالم اور ان کے پیدا کردہ مصائب ومسائل کا احاطہ کرنا مقصود ہو تو 'سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے'۔

الغرض کسی ایک خطۂ ارضی میں بھی حالات عام انسانوں کے لئے اتنے بھی سازگار نہیں تھے جتنے بے شمار خرابیوں کے باوجود آج ہیں۔ یہ تبدیلی کیوں کر آئی، واللہ یہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک قدموں کی برکت تھی۔

ہوا اقصائے عالم میں پکار آئی پکار آئی ۔۔۔ بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی

شعلہ ہا از مردہ خاکستر کشاد ۔۔۔ کوہ کن را پایۂ پرویز داد

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے 'انسان' کی مردہ راکھ سے شعلے پیدا کئے اور کوہکن (مزدور) کو پرویز (بادشاہ) کا مرتبہ عطا فرمایا۔

قوت او ہر کہن پیکر شکست ۔۔۔ نوع انساں را حصار تازہ بست

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہر پرانا ڈھانچہ توڑ کے رکھ دیا اور نوع انساں کے اردگرد ایک نیا قلعہ تعمیر کر دیا۔

اگر آپ جمہوریت کا شور سنتے ہیں، انسانی حقوق کے نعرے لگتے ہیں، اخوت ومساوات کے فلسفے پیش کئے جاتے ہیں، ظلم کے خلاف آواز اٹھتی ہے تو یہ سب صدقہ ہے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کا۔ ہاں ہاں وہی رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جن کا قول وفعل رحمت، جن کا دستور ومنشور رحمت، جن کا ہر قانون بلکہ قانون کی ہر شق رحمت۔ مگر افسوس، انسانیت کے ایک اچھے خاصے طبقے نے اپنے اس محسن اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا شکر ادا کرنے سے گریز کیا بلکہ احسان ماننے تک سے 'پرہیز' کیا۔ حالانکہ انسانیت کو ہر نعمت حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار دُربار سے ملی۔ کاش ہمارے صدر مملکت اور وزیر اعظم کو اس بات کا احساس ہوتا تو ہرگز اغیار کی طرف نہ دیکھتے، بلکہ یہ بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں یوں عرض کرتے:

اے تو ما بیچارگاں را ساز وبرگ ۔۔۔ وارہاں ایں قوم را از ترس مرگ

حضور آپ ہی ہم ایسے بیچاروں کا سامانِ حیات ہیں، اس قوم مسلم کو جو موت کے خوف سے ترساں ولرزاں ہے، موت کے خوف سے بچا لیجئے۔

مگر اس فریاد کی اہمیت کو وہ کیا جانیں جن کا مطمع نظر زر، زن اور زمین ہو۔

ماہِ ربیع الاول اپنی برکتوں، رونقوں اور گہما گہمی سمیت ایک مرتبہ پھر نزول فرما چکا ہے۔ رحمت کی بادِ بہاری چل رہی ہے۔ بالخصوص عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی پوری آب وتاب، جاہ وجلال اور تزک واحتشام کے ساتھ جلوہ گر ہو گئی ہے۔

اے اہلِ وطن آیئے! اپنے آقا ومولا، ملجا وماویٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کریں کہ حضور! یہ ربیع الاول پاکستان کے لئے بہاروں، خوشیوں اور اجالوں کا پیغام ثابت ہو۔ ملک کو اچھے حکمران ملیں۔ درندہ صفت، حرص وہوس کے پتلے ان رذیل حکمرانوں سے ہماری جان چھوٹے۔ وطن عزیز میں ایسی ہوا چلے جو سب کو پاک کر دے۔ ایک نئے سفر کا آغاز ہو۔ یہ سفر مادی ترقی وعظمت کا ہی نہیں فکری ونظریاتی تطہیر کا بھی ہو۔ نہ جانے کیوں لگتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے، سرکار کا صدقہ۔ یا اللہ ایسا کر دے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کائنات کا سب سے بڑا دن

﴿حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں
انہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزم امکاں میں
تعالیٰ اللہ محبوب خدا نے جلوہ فرمایا !
سرور آنکھوں میں آیا ، نور دل میں ،جان ایماں میں

کسی دن یا رات کا بڑا ہونا اس کی لمبائی اور دورانیے کی وجہ سے نہیں ہوتا کہ دن یا رات چودہ گھنٹے کی ہو تو بڑی اور دس گھنٹے کی ہو تو چھوٹی۔ حقیقت یہ ہے اس کی بڑائی کسی بڑے نسبت کی بنا پر ہوتی ہے۔ جو دن جتنے بڑے سے تعلق رکھتا ہے اتنا ہی بڑا اور جس رات میں اللہ نے اپنے کسی خاص بندے کو نوازا وہ رات اس کے حوالے سے اتنی ہی بڑی۔ عیسائی لوگ ۲۵ دسمبر کو بڑا دن کہتے ہیں حالانکہ یہ تقریباً دس گھنٹے کا ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوم ولادت ہونے کی وجہ سے یہ چھوٹا سا دن بہت بڑا ہو گیا اور یہ سوچ کچھ غلط بھی نہیں عین فطرت کا تقاضا ہے جس دن کا تعلق کسی محبوب سے ہو جائے وہ بھی محبوب ہو جاتا ہے۔ سالگرہ منانے کی آخر اور کیا بنیاد ہے قرآن پاک فاطر ہستی کلام ہے اور اس دین اسلام کا دستور ہے جسے دین فطرت کہتے ہیں لہٰذا نسبتوں کو نہایت اہتمام واحترام سے ملحوظ رکھتا ہے چنانچہ ایسے تمام دن جن کا تعلق اللہ والوں سے ہے قرآن انہیں اللہ والوں کے دن نہیں کہتا بلکہ اللہ کے دن فرماتا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے۔

و ذکر ھم بایام اللہ (ابراہیم۔۴)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ

دن سب اللہ کے، راتیں سب اللہ کی، وہ خود پیدا ہونے سے پاک، شادی کرنے سے، اولاد جننے سے، اور مرنے سے پاک، تو ان دنوں کا اللہ سے کیا تعلق، صرف یہی کہ یہ اس کے محبوبوں کے دن ہیں اللہ کا کوئی محبوب جس دن پیدا ہوا قرآن اسے اس محبوب سے نسبت نہیں دیتا بلکہ اس محبوب سے خدا کی محبت ظاہر کرنے کے لئے اسے اللہ کا دن فرماتا ہے چونکہ اللہ کے محبوبوں کا دنیا میں آنا، دنیا سے جانا، یا ان کا اللہ سے کوئی انعام پانا بھی خیر ہی خیر ہوتا ہے ان کے اپنے لئے بھی خیر، اللہ کی مخلوق کے لئے بھی خیر، لہٰذا اس خیر اور خیریت کو اجاگر کرنے کے لئے اللہ انہیں اپنی نسبت تشریفی عطا فرماتا ہے۔

آیئے اب اس نقطہ نظر سے دیکھیں اللہ کے دنوں میں سب سے بڑا دن کونسا ہے یقیناً دنیا میں بڑے بڑے مصلح، حکیم، محسن، ہادی، ولی بلکہ نبی ورسول علیہم السلام بھی پیدا ہوئے مگر کیا ان کا دائرہ کار، دائرہ فیض، دائرہ احسان، دائرہ ہدایت، بلکہ دائرہ نبوت ورسالت ساری کائنات تک پھیلا ہوا تھا، نہیں، یقیناً نہیں اور سب کو تو چھوڑیے خود انبیاء مرسلین علیہم السلام میں بھی کوئی شخصیت ایسی نہیں جسے اللہ نے سب کائنات کے لئے بنایا اور

ساری کائنات کی طرف بھیجا ہو بلکہ ساری کائنات تو ایک طرف، ساری زمین پر بسنے والی ساری مخلوق بھی ان کے دائرہ رسالت میں داخل نہیں رہی، ساری زمین مخلوق تو ایک طرف، سارے انسان بھی ان کے دروازہ فیض سے وابستہ نہیں کیے گئے۔ ہاں ہاں جسے اللہ نے سب صفات ایک ہی پیغمبر، ایک ہی ہادی، ایک ہی رحیم، سراپا رحمت ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے دائرہ بعثت میں جن وبشر، حور وملک، فرش وعرش خشک وتر، غرض ساری موجو دات ہیں اور پھر نہ مکان کی حد بندی نہ زمان کی۔ ہر مکان اس کے جلووں کا مقام، ہر مکانی اس کا غلام، ہر زمان اس فیض عام، ہر زمانی اس کا تشنہ کام۔

کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر
کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا

اللہ رب العلمین تو یہ حبیب رحمۃ للعالمین ﷺ۔ کائنات کا کوئی ذرہ اللہ کی ربوبیت سے بے نیاز ہے اور نہ اس کے مظہر یکتا محبوب اکبر، رحمت عالم ﷺ کی رحمت سے۔ یہ سب کی طرف آنے والا سب کا رسول، سب کا نبی، سب کا داتا، سب کا ملجا، سب کا ماویٰ، سب کا منجی، سب کا ہادی، سب کا سلطان، سب کی جان، سب کا سہارا، سب کا وسیلہ ہے۔

یہ سب کا رسول	باقی سب اس کے امتی
یہ سب کا حاجت روا	باقی سب اس کے محتاج
یہ سب کا محسن	باقی سب اس کے ممنون
یہ سب کا معلم	باقی اس کے پروردہ
یہ سب کا وسیلہ	باقی اس کے دامنگیر
ہر رسول اپنی امت کا رسول	یہ رسولوں کا بھی رسول

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء ورسل
اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

ہر ہادی اپنے دائرہ کار تک محدود	یہ سب ہادیوں کا ہادی
ہر نبی امت کا وسیلہ	یہ سب نبیوں رسولوں کا وسیلہ
ہر معلم مخصوص لوگوں کا معلم	یہ ساری کائنات کا معلم

ہاں ہاں یہ وہی ہے جس نے اوہام کی ظلمات کو چھانٹا اور شعور کے دروازے کھولے، ظلم وتشدد کے طوفان روکے اور مہر ومروت کے دریا بہائے۔ عیاشی وفحاشی کا قلع قمع کیا اور شرم وحیا اور صدق وصفا کے چراغ روشن کیے۔

جس نے طبقاتی امتیازات سے انسان کو نکالا اور اخوت ومساوات سے اسے مالا مال کیا۔ جس نے نمرود کی سرکشی کو مٹا کر عجز وانکسار سے بہرہ ور کیا یہ اسی کا فیض تھا کہ تہذیب وتمدن سے عاری بدو تہذیب وتمدن کے امام بن گئے۔ اپنے جگر کے ٹکڑوں کو زندہ در گور کرنے والے ساری انسانیت کے رکھوالے بن گئے اپنی جہالت پر فخر کرنے والے دنیا بھر کے عالموں، عاقلوں اور حکیموں کے استاد بن گئے۔ جو اپنے گھناؤنے کردار اور نا زیبا طرز زندگی کی بنا پر انسانیت کیلئے وجہ عار تھے۔ اب اسی کے لئے باعث افتخار بن گئے۔ جو لوگ رنگ ونسل اور زبان ووطن کی بنا پر بٹے ہوئے تھے، انہیں یکتا، یکجا، یکجان ویکدل کر دیا۔

غرض یہ آنے والا، اتنی عظمتیں، ایسی رحمتیں اور برکتیں لے کر آیا کہ نہ پہلے اس جیسا آیا اور نہ بعد میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یقیناً یہی آنے والا اللہ کا سب سے بڑا مظہر، اللہ کا سب سے بڑا پیغمبر اور اللہ کا سب سے بڑا خلیفہ ہے۔ یہ اللہ کی ذات وصفات کا آئینہ، اللہ کے اخلاق سے متخلق، اللہ کی آیتوں کا مہبط اور خود اللہ کی بہت بڑی آیت ہے۔ یہ گفتار میں، رفتار میں، کردار، اطوار میں مطلع محاسن اور منبع فضائل ہے۔ اس کی صورت کی مثال نہیں اس کی سیرت کا جواب نہیں۔ تمام بڑوں کی بڑائیوں کا جامع، تمام اچھوں کی اچھائیوں، تمام اونچوں کی اونچائیوں سے سرفراز، تمام اہل کمال کے سارے کمال اس میں بلکہ ساری کائنات کا جمال اس میں کیوں نہ ہو یہ اللہ کی شان جمال بن کے آیا ہے۔ ہاں ہاں یہ شان خلاقی کا مظہر اتم ہے۔ یہ راز دار مشیت ہی نہیں، شاہکار قدرت بھی ہے۔ دنیائے انسانیت کو مقام رسالت پر ناز ہے اور مقام رسالت کو اس پہ ناز ہے۔ دنیا میں نور نبوت اس سراپا نور کی شعاعوں کا نام ہے۔ یہ آیا تو سب کچھ لے آیا، اب اس کے بعد کوئی آتا کیا لاتا لہٰذا نبوت کا دروازہ، ہی بند کر دیا گیا۔ اس کا دروازہ، رب کا دروازہ، جب اس کا دروازہ دنیا نے دیکھ لیا تو خدا کی غیرت کے ہی خلاف تھا، اپنے بندوں کو کسی اور دروازے پر بھیجا۔ یہ آیا تو گویا فطرت نے اعلان کر دیا جسے خدا سے ملنا ہے، اس کے دروازے پر آئے کہ یہ واصل بھی ہے موصل بھی ہے۔ جسے خدا تک پہنچنا ہے، اس کے ہاں حاضر ہو کہ یہ پہنچا ہوا بھی ہے پہنچانے والا بھی ہے۔ جسے خدا سے لینا ہے، اس کا گدا بن جائے، خدا سب کچھ عطا فرما دے گا کیوں نہ ہو اس کا دینا، خدا کا دینا، اس سے مانگنا، خدا سے مانگنا۔

اسے اللہ نے سارے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی ہیں، وہ جس کو دیتا ہے، اس کے وسیلے سے دیتا ہے۔ اس کے ہاتھ سے دیتا ہے، اس کے دروازے سے دیتا ہے، اس کی مرضی سے دیتا ہے۔

غرض یہ اللہ کی طرف سے رسول، نبی، ہادی، معلم مقنن، شارع، حاکم، قاسم، ملک، مالک، مطاع سب کچھ بن کے آیا ہے۔

اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ

اس سے بیعت	اللہ سے بیعت
اس کی رضا	اللہ کی رضا
اس کی عطا	اللہ کی عطا
اس کی رمی	اللہ کی رمی
اس کی بولی	اللہ کی وحی
اس کا قانون	اللہ کا قانون
اس کی اطاعت	اللہ کی اطاعت
اس کی غلامی	اللہ کی غلامی
اس کی دشمنی	اللہ کی دشمنی
اسلام کیا ہے؟	اس کی اطاعت وفرمانبرداری
ایمان کیا ہے؟	اس کی محبت وجان نثاری
مسلم کون ہے؟	جو اس کا بندۂ بے دام ہے

ہاں ہاں یہی ہے کائنات کا آقا، ہستی کا نقش اول، اللہ کی توحید کا سب سے بڑا نقیب، عرفان خالق کا سب سے بڑا ذریعہ، گرتی ڈوبتی انسانیت کا سب سے بڑا سہارا جس نے عام الفیل کی ۱۲ ربیع الاول کو سرزمین مکہ میں نزول اجلال فرمایا۔ پھر اگر دنوں کی بڑائی دن والوں کی نسبت سے ہوتی ہے تو آپ کو ماننا ہوگا ۱۲ ربیع الاول شریف ہی کائنات کا سب بڑا دن ہے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام جس دن بزم ہستی تشریف لائے بڑا دن ہے مگر سب سے بڑا دن تو وہ جس (دن) سب سے بڑا مسیحا تشریف لایا۔ ہاں اس دن

وہ آیا جس کے آنے سے بہار جاوداں آئی
جسے دیکھا تو گویا زندگی کی جاں میں جاں آئی
وہ آیا جس کے آنے سے زمانہ جگمگاتا ہے
مقدر آدمیت کا ابھی تک مسکراتا ہے!
وہ آیا جس کو چارہ ساز کہئے غم کے ماروں کا
سہارا بے سہاروں کا بھروسہ خاکساروں کا
وہ آیا جس کا صدقہ ہے عروج آدم خاکی
وہ آیا جس نے آکر زہر کو دی شان تریاقی
وہ آیا ہے فلاح دین و دنیا کا جو ضامن ہے
جب آیا ہے تو وہ تاریخ کا سب سے بڑا دن ہے

بادشاہ کسی سرزمین میں آتے ہیں تو ان کے استقبال کو کیا کچھ اہتمام نہیں کیا جاتا۔۔راستے سجائے جاتے ہیں، جھنڈے لہرائے جاتے ہیں ترانے گائے جاتے ہیں، سلامیاں دی جاتی ہیں، ضیافتیں کی جاتی ہیں۔ آنے والے خوش ہو جاتے ہیں اور گہری محبت کا تاثر لے کر جاتے ہیں۔ ۱۲ ربیع الاول شریف کو جو شہنشاہ کائنات جلوہ افروز ہوا وہ اللہ کا سب سے بڑا بندہ، اللہ کا سب سے بڑا محبوب، اللہ کا سب سے بڑا راز دار اور اللہ کا سب سے بڑا راز بھی ہے۔ جتنی اللہ کو اس سے محبت ہے، کسی کو کسی سے ہے نہ ہو سکتی ہے۔ اس نے سب کچھ اسی کی خاطر بنایا ہے بلکہ اس نے اپنا رب ہونا بھی اسی محبوب کی خاطر ہی ظاہر کیا ہے۔ چند احادیث میں اس کے اظہار محبت کے انداز دیکھ لیجئے۔

هبط جبريل على النبی ﷺ فقال ان ربک يقول ان كنت اتخذت ابراهيم خليلا فقد اتخذتک حبيبا وما خلقت خلقا اكرم على منک لقد خلقت الدنيا و اهلها لا عرفهم كرامتک و منزلتک عندی و لو لاک ما خلقت الدنيا (ابن عساکر)

ترجمہ: سلمان کہتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبیﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ بزرگ ہو اور یقین جانئے میں نے دنیا اور اس کے لوگوں کو اسی واسطے پیدا کیا کہ ان کو آپ کی بزرگی اور مرتبہ میرے نزدیک معلوم کراؤں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

پھر جب سب کچھ کا خالق اللہ ہے اور سب کچھ اس نے اپنے حبیب کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے بنایا ہے تو صاف ظاہر جب یہ حبیب کریم

علیہ الصلوۃ والسلام اس کی مشیت سے تاج لولاک سر سجا کر رونق افروز گیتی ہوا تو اللہ نے اس سب کچھ سے اس کا استقبال کرایا اور پوری کائنات اس کے ظہور نور کی خبر دے کر جشن منانے میں مصروف کر دیا۔ چنانچہ کعبے کی چھت پر اور مشرق و مغرب میں جھنڈے نصب کئے جا رہے ہیں۔ ایران کا آتشکدہ جو پورے ہزار سال سے روشن تھا، یک دم بجھا دیا جاتا ہے۔ کسریٰ کے محل کے کنگرے گر رہے ہیں۔ خانہ کعبہ سیدہ آمنہ کے گھر کی طرف جھک کر سلامی دے رہا ہے۔ بت سجدہ ریز ہو گئے ہیں حوریں اور مقدس خواتین سیدہ آمنہ کی خدمت حاضر ہیں۔ مشرق و مغرب کے جانور خوش ہیں گویا سب کے رب نے سب کے حضورﷺ کے ظہور کی خبر سب کو دے دی ہے، کوئی سمجھے نہ سمجھے اور سب خوشخبری پانے والے خوش ہیں۔

آیئے ہم بھی خوشیاں منائیں اور دل کھول کر بارگاہ ربوبیت میں سجدہ شکر اور بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں درود و سلام کے نذرانے پیش کریں۔

یو م میلا د کیسے منائیں:

یہ واضح ہو چکا ہے کہ حضور پر نورﷺ کا یوم ولادت کائنات کا سب سے بڑا دن ہے تو اس کے منانے کا انداز بھی منفرد اور مہتم بالشان ہونا چاہئے۔ امت مسلمہ نے اس دن کو ہمیشہ نہایت ہی محبت و عقیدت سے منایا ہے۔ ملت اسلامیہ کے نزدیک عید میلاد النبی سب سے بڑی عید ہے۔ علامہ قسطلانی جیسے عظیم الشان محدثین کے نزدیک یہی دن نہیں، اہل اسلام ربیع الاول شریف کے سارے مہینے کو خصوصی اہتمام سے مناتے ہیں۔ آپ کے الفاظ میں

لا زال اهل الا سلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام و يعملون الو لا ئم و يتصد قون فى ليا ليه انوا ع الصدقات ويظهر ون السر ور و يز يد ون فى المبرات و يعتنون بقراء ة الكريم

ترجمہ: اہل اسلام ہمیشہ سے حضورﷺ کے ماہ ولادت میں محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں دعوتوں کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور اس کی راتوں کو طرح طرح کے صدقات دیتے ہیں اظہار مسرت کرتے ہیں اور نیکیوں میں کثرت۔ میلاد شریف کے چرچے ہوتے ہیں مرادیں جلدی پوری ہوتی ہیں خدا اس پر رحم فرمائے جو اس مہینے کی راتوں کو عید منائے تاکہ جس کے دل میں عرض اور بڑھے پھر فرماتے ہیں میلاد شریف کی برکتوں سے ہر قسم کا فضل عظیم ان پر ہوتا ہے یہ بھی تجربہ ہے کہ جس سال میلاد شریف منایا جائے، اس سال امن وامان رہتا ہے۔

آگے چل کر تصریح فرماتے ہیں کہ مومن تو اس ماہ مقدس میں خوشیاں مناتے ہیں مگر منافقین جن کے دلوں میں بغض و نفاق بھرا ہوتا ہے، پر یہ مہینہ بہت ساری بھاری ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام کا یہ فرمان سو فیصد درست ہے اور روزمرہ کے مشاہدے کے مطابق خلافت اسلامیہ کے زمانے میں تو ایسا نفاق بہت کم تھا مگر آج تو ماضی کے دور غلامی کی وجہ سے اس نے بڑی ترقی کی ہے اور کھل کر میلاد شریف کے خلاف ہرزہ سرائی کی جاتی ہے (جس کی پہلے کبھی اجازت نہیں تھی)

یقیناً خوشی عظیم ترین عبادتوں میں سے ہے کیونکہ ایمان کی نشانی ہے۔ ایسے ہی مواقع کے لئے خود قرآن پاک نے حکم دیا ہے۔

قل بفضل الله و بر حمته فبذ لک فليفرحوا هو خير مما يجمعون (یونس۔۵۸)

ترجمہ: تم فرماؤ، اللہ ہی کا فضل جو ان پر ہوا اور اسی کی رحمت جو انہیں عطا کی گئی اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ (خوشی) بہتر ہے اس سے جو یہ جمع کرتے ہیں۔

مـا یـجـمـعون (جو وہ جمع کرتے ہیں) سے مراد دنیوی دولت کے انبار بھی ہیں اور آخرت کے لئے نیکیوں کے ذخیرے بھی ہیں۔ گویا حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے خوش ہونا عظیم ترین سعادتوں میں سے ہے اس کے مقابلے میں ساری دنیا کا مال کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور یونہی جو نیکیاں عقبیٰ کی فلاح کیلئے کی جاتی ہیں یہ ان سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آخر اس خوشی کی یہ اہمیت کیوں ہے؟ بات یہ ہے کہ بندہ مومن حضور پرنور ﷺ کی ولادت باسعادت سے خوش ہو کر گویا اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات کی قدر اور شکر کا اظہار کرتا جو آپ کی ذات بابرکت کے وسیلے سے ملے ہیں ایمان کا نور، عرفان وآگہی کی روشنی، اسلام جیسا نظام حیات اور قرآن پاک جیسا ابدی دستور اسے یہ سب نعمتیں اپنے آقا مولا علیہ التحیۃ والثنا کی بارگاہ بیکس پناہ ہی سے ملی ہیں لہٰذا میلاد النبی ان سب نعمتوں کی بنیاد ہے اور اس دن عید منا کر وہ دراصل ان تمام احسانات ربانی کا شکر گزار بھی ہوتا ہے اور ان سے وابستہ رہنے کا اس میں ولولہ تازہ پیدا ہوتا جو بدنصیب لوگ اس عظیم ترین مسرت سے بھی محروم رہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت قسطلانی قدس سرہ کی تصریح کے مطابق واقعی اپنے دنفاق کا اعلان کرتے ہیں بلکہ خود اہل حدیث کے عظیم مذہبی راہنما مولانا صدیق الحسن بھوپالی کا فتویٰ پڑھیئے آپ فرماتے ہیں ہاں ہاں اے جشن میلاد منانے والو اپنی محبت مسرت کا اظہار کرنے والو، اے جلسہ وجلوس کی شکل میں اپنے جذبات محبت کا آشکار کرنے والو، تمہیں ایمان مبارک ہو، احسانات کا شعور مبارک، اس گئے گزرے دور میں اسلام سے یہ وابستگی اور عشق ومستی یہ شیفتگی مبارک۔ اللہ تمہیں دوجہاں میں خوش رکھے، واقعی یہ عشق ومستی بڑی دولت ہے، یہی بصیرت کی اصل ہے، اس کے بغیر شرع دین بقول حکیم الامت کدہ تصورات بن جاتے ہیں اسی عشق ومستی سے مصطفیٰ ﷺ کی تجلیات نظر آتی ہیں ورنہ بڑے بڑے شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث اس عشق ومستی کے نہ ہونے کی بنا پر خالی ڈھول کے سوا کچھ نہیں رہ جاتے، چنانچہ شاعر مشرق کا یہ فرمان اسی پس منظر میں ہے۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول ، وہی آخر
وہی قرآں ، وہی فرقاں ، وہی یٰسں ، وہی طٰہٰ

حضور پرنور ﷺ کا اول آخر ہونا، مغز قرآن حاصل فرقان ہونا، یٰس وطٰہٰ ہونا عشق ومستی ہی کی نظر سے نظر آتا ہے۔ ورنہ علم وفضل کے بلند بانگ دعویٰ کرنے والے کتنے ہی ایسے بدنصیب اور کور چشم ہیں جنہیں حضور پرنور ﷺ میں بشریت کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ ایسے ہی دیکھنے والے تھے جن کے بارے میں خود اللہ جل مجدہ نے صراحت سے فرمایا

تر ھم ینظر ون الیک وھم لا یبصرون (الاعراف۔۱۹۸)

ترجمہ: اور تو دیکھے گا انہیں کہ دیکھ رہے ہیں تیری طرف حالانکہ انہیں کچھ نظر نہیں آتا

ماضی قریب میں ایک ایسا ہی دل کا اندھا تھا جسے حضرت اقبال علیہ الرحمہ نے یوں مخاطب فرمایا تھا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باؤ نر رسیدی تمام بولہبی ست

ترجمہ: خود کو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پیش کردے کہ دین سارے کا سارا آپ ہی ہیں اگر تو سرکار ابد قرار ﷺ کے دربار میں نہ پہنچ سکا تو یہی ہے بولہبی (یعنی سخت ترین کفر)

جس طرح یہ عظمت کا دن ہے یونہی رحمت اور توبہ کا دن بھی ہے۔

اللہ کی رحمت جوش پر ہوتی ہے محبوب اکرم نور مجسم ﷺ کے وسیلے سے جو دعا مانگی جائے قبول ہو جاتی ہے یہ مرادوں کا دن ہے مگر محبوب ﷺ

کے صدقے میں مرادیں مانگنے سے پہلے مرادوں کا تعین بھی تو کر لینا چاہئے۔ یقیناً حضور پر نورﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی فطرت ایمان کا تقاضہ ہے یعنی جس کے بھی سینے میں ایمان ہے آج کے دن اس کا خوش ہونا بالکل فطری ہے۔ سوچنا تو یہ ہے کہ اگر واقعی ہم آپﷺ کی آمد سے خوش ہیں اور اس حوالے سے گویا آپ کی ساری تعلیمات سے خوش ہیں تو کیا ان تعلیمات کا ہمارے کردار پر بھی کچھ اثر ہے یا نہیں۔ اگر خدانخواستہ ہمارا کردار ہماری خوشی سے ہم آہنگ نہیں تو کیا اسی خوشی اسلام کے لئے مفید بھی ہے؟ کیا ہم اپنے دین کے لئے عزت کا سبب ہیں کیا ہماری سیرت کا انداز دیکھ کر کوئی شخص قرآن یا اسلام کی عظمت کا قائل ہوسکتا ہے۔ ہماری خوشی سے تو یہ ظاہر ہونا چاہئے کہ دور حاضر میں جب لوگوں کے اپنے اپنے قبلے، اپنے اپنے پروگرام، اپنی اپنی ترجیحات ہیں، ہم ان تمام قبلوں سے کٹ کر، ان تمام پروگراموں سے ہٹ کر اور ان تمام ترجیحات سے دست بردار ہو کر وہی کریں جو ہمارے آقا و مولا، رب یکتا کے حبیب یکتا علیہ التحیۃ والثنا نے فرمایا اور وہی چاہیں جو ہمارے بارے میں حضور پر نورﷺ نے چاہا۔

قرآن پاک نے یہی تصور دیا ہے۔

وما اتا کم الر سول فخذوہ و ما نھکم عنہ فا نتھوا

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

دیکھئے قرآن پاک نے حضورﷺ کو داتا فرمایا بلکہ حضورﷺ ہی کو داتا فرمایا ہے لہٰذا ہمیں حضورﷺ ہی سے مانگنا چاہئے اور حضورﷺ کے بخشے پر قناعت کرنی چاہئے۔ آپﷺ نے اپنے اللہ، اپنے خالق و مالک، اپنے معبود، اپنے شہنشاہ حقیقی سے جو لے کر ہمیں عطا فرمایا اسی کو کافی سمجھنا چاہئے اور ادھر ادھر، در بدر پھرنے کی بجائے آپﷺ کے در پر گدایانہ و غلامانہ و عاشقانہ انداز میں بستر بچھا لینا چاہئے۔

قرآن پاک نے کس دو ٹوک انداز میں فرمایا

وما کان لمومن و لا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امر ا ان یکون لھم الخیر ۃ من امرھم ط

(الاحزاب۔۳۶)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے جب اللہ اور رسول کچھ حکم فرمائیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار رہے

دیکھئے مومن مرد اور عورت کے فکر و عمل کی حدود کیا بیان فرمائی گئی ہیں۔ یعنی اللہ اور اس کے بعد اس کا رسولﷺ مختار ہے۔ جو چاہیں حکم دیں، جو چاہیں فیصلہ دیں، ان کے سامنے مومن مرد و عورت کو کوئی اختیار نہیں کہ اپنی مرضی کریں اور جس طرح اپنی زندگی کا نقشہ چاہیں پسند کر کے عمل پیرا ہوں)

یاد رہے اللہ اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت غیر مشروط ہے، باقی سب کی مشروط، ظاہر ہے اللہ تو سب کا خالق، مالک معبود، عالم کل ہے اس کی اطاعت تو غیر مشروط ہونی چاہئے، اس کے رسولﷺ کی اطاعت غیر مشروط کیوں؟ اس لئے اللہ کی اطاعت کا پیمانہ ہی اطاعت رسول ہے، جو رسول اکرمﷺ کا اطاعت گزار نہیں، وہ اللہ کا بھی مطیع نہیں ہوسکتا۔ اللہ کا وہی مطیع ہے۔ جو اس کے رسولﷺ کا مطیع ہے، دیکھئے قرآن پاک کی تصریح کتنی واضح ہے۔

من یطع الر سول فقد اطا ع اللہ

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا، بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اسی لئے قرآن پاک میں کوئی فقہی حکم بھی پوری تشریح کے ساتھ نہیں دیا گیا تاکہ یہ بات ہمیشہ واضح رہے کہ جس طرح امت حصول قرآن

میں نبی ﷺ کے وسیلے کی محتاج ہے یونہی فہم القرآن میں بھی اس کے وسیلے کی محتاج بنے اور کسی صورت بھی اپنے نبی ﷺ سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔
اطاعت غیر مشروط کا اولین تقاضا نبی ﷺ کی معصومیت ہی نہیں بلکہ اس کا جملہ مصالح سے علیم وخبیر ہونا بھی ہے بلکہ اگر غور کیا جائے معصومیت کا دارومدار بھی نبی ﷺ کے اس علم وسیع پر ہے جس کے دائرے سے کوئی چیز باہر نہیں۔ حضور ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ آیات وروایات میں پوری صراحت سے موجود ہے کہ نبی ﷺ کو زمین وآسمان نہیں بلکہ زمینوں اور آسمان کی ہر شے کا علم ہے چنانچہ چند ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ملاحظہ ہوں۔

ا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش) کے آغاز سے بتانا شروع کیا اور یہاں تک (بتایا) کہ جنتی لوگ اپنی جنتی منازل میں اور دوزخی لوگ اپنے دوزخ ٹھکانوں میں داخل ہو جائیں گے۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا، یاد رکھا اور جو بھول گیا، بھول گیا۔ (بخاری شریف ج ا)

۲۔ حضرت ابوزید یعنی عمرو ابن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہو کر ہمارے سامنے تقریر فرمائی۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا پھر منبر سے نیچے تشریف لا کر نماز پڑھائی اس کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور تقریر فرمائی۔ حتیٰ کہ عصر کا وقت بھی آ گیا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر پھر خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا **فاخبر نا بما کان و بما هو کائن فا علمنا احفظنا** (یعنی پہلو تقریر فرمائی تو اس تقریر میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کی خبر حضور ﷺ نے ہمیں دی تو ہم میں سب سے زیادہ جاننے والا وہ ہے جسے (حضور ﷺ کے ارشادات) سب سے زیادہ یاد ہیں (مسلم شریف ج ۲)

۳۔ دارمی شریف اور مشکوٰۃ شریف کی ایک مشترکہ حدیث کا آخری جملہ یہ ہے۔

فعلمت ما فی السموت و الا رض

یعنی تو میں نے جان لیا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے

سورہ حشر کی آخری آیت میں فرمایا:

یسبح له ما فی السموات والارض

ترجمہ: اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں زمینوں میں ہے

یعنی کوئی ذرہ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ایسا نہیں جو اللہ کی تسبیح نہ کرتا ہو یعنی **مافی السموات والارض** اس روایت میں ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی ذرہ بھی آسمانوں اور زمینوں میں ایسا نہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کے علم میں نہ ہو۔

یہ ہے وہ علم وسیع جو اللہ اپنے نبی کو عطا فرماتا ہے اور جس کی رو سے اس کی اطاعت امت پر فرض ہوتی ہے اسی علم کا ایک پہلو، حکمت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کرام علیہم السلام پر دو چیزیں نازل فرماتا ہے۔

ا۔ کتاب۔ ۲۔ حکمت (دیکھئے آل عمران کی آیت نمبر ۸۱)

کتاب تو ظاہر ہے، رہ گیا لفظ حکمت تو اس سے مراد کیا ہے۔ صاحب الی تاج العروس کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

الحکمة العدل فی القضاء و العلم بحقائق الا شیاء علی ما هی علیه والعمل بمقتضاه ولهذا انقسمت الی علمیة و عملية

ترجمہ: حکمت فیصلہ عدل سے کرنا اور حقائق اشیاء کا اصل علم اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل لہٰذا حکمت کی دو قسمیں ہیں

حکمت علمی اور حکمت عملی غور کیا جائے تو حکمت کی اس تشریح کی بنیادی بات حقائق اشیاء کا علم ہے حضور پرنور ﷺ کی دعا میں بھی یہ موجود ہے۔

اللهم ارنا الا شياء كما هى

ترجمہ: اے میرے اللہ، ہمیں اشیاء ایسے دکھا جیسے وہ (اندر سے) ہیں۔

یعنی حقیقت اشیاء کا علم مانگ رہے ہیں معاذ اللہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ پہلے یہ علم قطعاً نہیں تھا، دعا کے بعد شروع ہوا بلکہ مقصد یہ تھا کہ حقیقت اشیاء کا جو علم تو نے مرحمت فرمایا ہے اس میں اضافہ فرما، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم فرما کر حضور پرنور ﷺ اپنی امت کو اس دعا میں شامل فرما رہے ہیں نیز امت کو اشارہ فرما رہے ہیں کہ تم بھی اس حقیقت اشیاء کا علم مانگا کرو، یہ ایک عظیم دولت ہے)

نبیوں کو اس علم کا یہ فائدہ ہے کہ حلال و حرام کرنے کے جو اختیارات انہیں ملتے ہیں ان کے لئے یہ علم از بس ضروری ہے مثلاً قرآن پاک میں جن حرام چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں کتے کا نام نہیں لیا گیا۔ ظاہر ہے اسے حضور پرنور ﷺ نے حرام فرمایا ہے مگر کیوں اس لئے حضور پرنور ﷺ کتے کی اصل حقیقت کو جانتے ہیں اس کے گوشت کے نقصانات آپ کی بصیرت نبوت سے مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل کی سائنس اپنی پوری ترقی کے ساتھ جس مقام حکمت پر پہنچی ہے حکمت نبوت کے سامنے بہت ہی پست ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا ڈاکٹر اور حکیم کسی بیماری کے نسخہ تجویز کر کے یہ بھی بتاتے ہیں کہ فلاں چیز سے فائدہ ہوگا اور فلاں چیز نقصان دہ ہے یہ ہے اشیاء کی حقیقت کا علم مگر یہ علم انبیاء کے علم کے مقابلے میں از حد سطحی اور بے حد سرسری ہے کیونکہ دنیا کے حکیم اور ڈاکٹر اساتذہ کے شاگرد اور دنیوی کتابوں کے محتاج ہوتے ہیں مگر اللہ کے نبی اللہ کے شاگرد ہوتے ہیں اور اللہ سے اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اس حکمت کا چیزوں کو حلال و حرام قرار دینے کی صلاحیت سے کیا تعلق ہے ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ بیشک مجھے قرآن اور اس کی مثل ایک چیز عطا کی گئی ہے (الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ) خبر دار قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا شخص تخت پر تکیہ لگائے تم سے کہے کہ "اسی قرآن کو لازم پکڑو، سو جو اس میں حلال پاؤ، اسی کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام پاؤ اسی کو حرام جانو" حالانکہ بیشک جسے اللہ کے رسول نے حرام فرمایا وہ اسی کی طرح حرام ہے جسے اللہ نے حرام فرمایا۔ خبر دار تمہارے لئے گھریلو گدھا حلال نہیں اسی طرح کوئی کیلی والا جانور (شیر، چیتا، کتا وغیرہ) بھی حلال نہیں نہ عہد والے کافر کی گری ہوئی چیز مگر جب اس کا مالک اس سے بے پروا ہو جائے اور جو کسی قوم کے پاس مہمان جائے ان پر اس کی مہمانی (ضروری) ہے اگر مہمانداری نہ کریں تو وہ اپنی مہمانی کی قدر ان سے وصول کرلے (ابوداؤد، دارمی، مشکوۃ، باب الاعتصام)

اس حکمت میں تمام مصالح دینیہ و دنیویہ کا علم بھی شامل ہے اس لئے کہ اللہ اپنے نبی کو اصلاح دینی و دنیوی کے لئے مبعوث فرماتا ہے۔ جب اللہ جسم و جان اور دنیا و عقبیٰ کا رب ہے تو اس کا بھیجا ہوا نبی علیہ السلام بھی جسم و جان اور دنیا و عقبیٰ کے مسائل اور فوائد کو مخلوق میں سب سے زیادہ جانتا ہے اور یونہی اس پر اتری ہوئی کتاب بھی صرف چند عقائد و ہدایات پر مشتمل نہیں ہونی چاہئے بلکہ اسے زندگی کے تمام گوشوں کو فیضیاب کرنا چاہئے۔ یہ ہے منصب خلافت جو خالق کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا فرشتوں اور جنوں کو خلافت اسی لئے نہیں ملی کہ وہ نظام کائنات کی گتھیوں کو سلجھانا تو کجا مکمل طور پر سمجھ نہیں سکتے۔ اس منصب پر حضرت آدم علیہ السلام کو فائز کر کے انہیں اشیاء کے نام بھی سکھائے گئے مگر یہ بات ناموں تک محدود نہیں رکھی بلند مقام مفسرین نے تفسیرات میں تصریح فرمائی ہے کہ ناموں کے ضمن میں ان کے خواص اور دیگر حقائق بھی سکھائے گئے

تھے۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

نام عبارت از لفظے ست کہ دلالت کند بر حقیقتے

ترجمہ: نام سے مراد ایسا لفظ ہے (جو چیز کی) حقیقت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں مقصود یہ تھا کہ تمام چیزوں کے خواص، فوائد اور نقصانات بھی انہیں سکھا دیئے جائیں اس کے علاوہ طریق استعمال بھی بتا دیا جائے یعنی کسی چیز سے فائدہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے اور اس سے نقصان کیونکر ختم کیا جا سکتا ہے۔

یہ اللہ کی غیرت کے خلاف ہے کہ اللہ کسی کو نبی بنا کر کسی قوم کی طرف بھیجے اور اسی قوم کے بعض افراد اس نبی سے علم کی کسی نوع میں مثلاً فزکس، کیمسٹری، جغرافیہ، ریاضی آگے ہوں ایمان اصل میں رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے علم کے سامنے جھک جانا اور خلوص دل و جان سے اسے خالق یکتا کا مظہر جاننا ہے وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بات بات پر اللہ ورسولہ اعلم (یعنی اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جاننے والے ہیں) کہا کرتے تھے۔ ایمان والوں کے نزدیک رسول کی بات امور دین سے تعلق رکھے یا امور دنیا سے، شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہے اور انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے اپنے علم کا دعویٰ ہی نازیبا نظر آتا ہے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ نے اگر یہ بھی پوچھا کہ آج کونسا دن ہے تو صحابہ کرام نے یہی جواب دیا کہ اللہ ورسولہ اعلم (یعنی اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں) مختصر یہ ہے کہ حضور پرنور علیہ الصلوۃ والسلام کائنات کی تمام چیزوں کے خواص وغیرہ جانتے ہیں اس لئے کہ خلافت الٰہیہ کے منصب کا یہ تقاضا ہے۔ پھر آدم علیہ السلام خلیفہ ہیں تو حضور پرنور ﷺ خلیفہ اعظم، جو علم آدم علیہ السلام کو عطا ہوا وہ علم اور اس کے علاوہ بے حد و بے شمار معلومات آپ کو بخشی گئیں چنانچہ

ا۔ دیلمی ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

مثلث لی امتی فی الماء و الطین و علمت الاسماء کلها علم ادم الا سماء کلها

ترجمہ: میری امت کی تصویریں آب وگل میں بنا کر مجھے دکھائی گئیں اور مجھے اشیاء کے کل اسماء (اور حقائق) اسی طرح سکھائے گئے جس طرح آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام (اور خواص) سکھائے گئے۔

بلکہ آدم علیہ السلام اور حضور پرنور ﷺ کے علوم میں جو فرق ہے) یوں بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا۔

وعلم ادم الا سماء کلها (البقرہ:۳۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔

اور سید عالم وآدم علیہما الصلوۃ والسلام کے بارے میں فرمایا گیا۔

وعلمک مالم تکن تعلم

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

ان قرآنی الفاظ نے حضور ﷺ کے علم کی جو وسعت بیان فرمائی ہے اس کے مطابق سوچئے کس علم کا کونسا گوشہ ہے جو آپ کے علم سے باہر رہ گیا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اطاعت رسول کا حکم بھی اسی خاطر دیا گیا کیونکہ انہیں دین ودنیا کے مصالح کی بہترین اور کامل ترین خبر ہے۔ ان کا فیصلہ حتمی اور ان کا علم قطعی ہے مگر جو لوگ حضور ﷺ کی اطاعت کا جوا گلے سے نکال کر پھینکنا چاہتے ہیں ان کا قرآن وحدیث کی ان بیسیوں تصریحات پر ایمان نہیں انہیں علوم نبوت اور علوم خلافت سے کوئی سروکار نہیں، انہیں تو انکار ہی کرنا ہے کیونکہ خوئے بدر بہانہ بسیار۔ مثلاً ان کو دل بہلاوہ کے لئے ایک

واقعہ از بر ہے۔ وہ یہ ہے مدینہ پاک میں انصار باغوں میں نر درخت کی شاخ مادہ درخت میں لگاتے تھے تا کہ پھل زیادہ دے، اس فعل سے انصار کو حضور ﷺ نے منع فرمایا (اس کام کو عربی میں تلقیح کہتے ہیں) انصار نے تلقیح چھوڑ دی خدا کی شان پھل گھٹ گئے، اس کی شکایت سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی تو فرمایا۔

انتم اعلم بامو ر دنیا کم

ترجمہ: اپنے دنیوی امور تم بہتر جانتے ہو۔

غالباً یہی ایک واقعہ ہے جس نے ان کی ڈوبتی کشتی کو کچھ سہارا دیا ہے۔

بچائے گا تو ان کو ناخدا کیا ڈوب جانے سے
جنہیں ہو ڈوبنا وہ ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

حقیقت یہ کہ حضور پر نور ﷺ نے یہ فرما کر گویا ناراضی کا اظہار کیا جسے کم نظر معترض نہیں سمجھ سکا۔ ویسے بھی فہم راز کی دولت تو اپنوں کو مل سکتی ہے جنہیں حکم ہی سے گریز سے ہو۔ ان پر فہم و فراست کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ کبھی حکم دینے کا مقصد امتحان بھی ہوتا ہے کون نفع ونقصان کے پیمانوں کو ملحوظ رکھتا ہے اور کون بلا دلیل اور بلا چون وچرا محبوب کی فرمانبرداری کرتا ہے۔ وفا کا امتحان ونقصان کے عنوان ہی سے ہوتا ہے قرآن پاک فرماتا ہے۔

ولنبلو نکم بشی من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس و الثمرات و بشر الصبرین (البقرہ۔۱۵۵)

ترجمہ: اور ضرور ہم تم کو آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوش خبری سنا صبر والوں کو۔

بعض دفعہ امتحان کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک دوبار نقصان، پھر نفع ہی نفع، انسان نقصان پر صبر کرے۔ شکایت نہ کرے، تو بشارت کا مستحق ہو جاتا ہے، ورنہ امتحان میں ناکام قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں انتم اعلم فرمانے میں گویا ان کی بے صبری پر ناراضی کا اظہار ہے۔

چنانچہ حضرت ملا علی قادری علیہ الرحمہ شرح شفا بحث معجزات میں فرماتے ہیں (عربی عبارت کا ترجمہ)

''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام دینی و دنیوی مصالح پر خصوصی طور پر مطلع فرمایا ہے (اس کے بعد اسی واقعے پر تبصرہ فرماتے ہیں) شیخ سنوسی نے فرمایا آپ نے چاہا تھا کہ ان کو خلاف عادت کام فرما کر باب توکل تک پہنچا دیں، ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی تو فرمایا تم اپنی دنیا کو زیادہ پہنچانتے ہو۔ اگر وہ مان جاتے اور وہ ایک سال نقصان برداشت کر لیتے تو اس محنت سے بچ جاتے۔

یہی قاری صاحب شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

ولو ثبتوا علی کلامه افاقو فی الفن تقع عنهم کلفه المعالجة

ترجمہ: اگر وہ حضرات حضور ﷺ کے فرمان پر جم جاتے تو اس فن میں فوقیت لے جاتے اور ان سے تلقیح کی محنت دور ہو جاتی۔

حضور پر نور ﷺ کا مسئلہ ایک اور طرح سے حل ہو سکتا ہے اور وہ علوم قرآنی کا حصول۔ فرمایئے اللہ کی پاک کتاب میں کونسا علم ہے جو نہیں آسکا۔ دنیا بھر کے علوم جو آج تک ظاہر ہوئے اس میں ہیں اور جو ابھی ظاہر نہیں ہوئے، اس کی آیات میں پناہ گزین ہیں۔ چنانچہ باشعور سائنسدان جو

اس کلام ربانی کا مطالعہ کرتے ہیں پکار اٹھتے ہیں کہ قرآن پاک تمام سائنسوں کا سرچشمہ ہے یونہی نفسیات والے اور دوسرے مضامین والے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد یہی کہتے ہیں خود قرآن پاک کا دعویٰ ہے۔

ولا حبة فی ظلمت الارض و لا رطب ولا یا بس الا فی کتب مبین ۔

ترجمہ: اور کوئی دانہ نہیں ،زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر ایک روشن کتاب میں ہے۔

اور پھر یہی کتاب ہے جسے اللہ نے اپنے حبیب کو سکھایا سکھایا ہی نہیں امت کو سکھانا بھی اس کے ذمے لگایا۔

ویعلمهم الکتب والحکمة (آل عمران۔۱۶۴)

ترجمہ: اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

مزید تسلی کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت کے قرآنی واقعات سامنے رکھئے ،مگر بادشاہ مصر کو خواب آیا۔ آپ نے تعبیر بتائی اور اسی کے دوران واضح فرمایا کہ گندم کو محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے۔

فما حصد تم فذر وہ فی سنبلہ الا قلیلا مماتا کلون (یوسف۔۴۷)

ترجمہ: تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو، مگر تھوڑا جتنا کھالو۔

اس کے حاشیے پر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''اس سے معلوم ہوا کہ نبی دنیاوی اور دینی تمام رازوں سے خبردار ہوتے ہیں کیونکہ یوسف علیہ السلام نے کاشتکاری کا ایسا قاعدہ بیان فرمایا جو کامل کاشتکار کو ہی معلوم ہوتا ہے کہ بالی یا بھوسے میں گندم کی حفاظت ہے۔ اس سے پتا چلا کہ حضور ﷺ نے جو کھجور کی تلقیح سے منع فرما کر پھر اجازت دے دی۔ یہ بیخبری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ان لوگوں کے جلدی کرنے پر تھا اگر یہ لوگ جلدی نہ کرتے تو بغیر تلقیح کامیاب ہوتے۔ اور اظہار ناراضگی کے لئے فرمایا **انتم اعلم بامور دنیاکم** پھر یوسف علیہ السلام کا بادشاہ مصر سے فرمانا کہ مجھے خزانے سپرد کردو، اور پھر تمام دنیا میں غلہ کی تقسیم کا ایسا انتظام فرمانا، اس سے پتا چلا کہ نبی سلطنت کرنا بغیر سیکھے ہوئے جانتے ہیں ان کا علم صرف شرعی مسائل میں محدود نہیں ہوتا۔ ورنہ مولوی میں اور نبی میں فرق کیا ہے۔ (نور العرفان علی کنز الایمان)

الحاصل: غرض عید میلاد النبی ﷺ کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر جذبہ عشق رسول اور جذبہ اطاعت رسول ﷺ بیدار کیا جائے۔ جذبہ عشق واطاعت کے بغیر ملت اسلامیہ ایک بے روح جسم کی مانند ہے۔ حضور پرنور ﷺ اس لئے بھی اطاعت کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کا ہر قول وعمل نبوت کے علم وسیع ویقینی پر منحصر ہے۔ جو لوگ ان کے علم وسیع ومحیط کے منکر ہیں، وہی ان کی اطاعت کے باغی ہیں۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ انگریزی دور میں انگریزوں کی شہ پر علم رسول ﷺ کے خلاف نجد و دیوبند کے ویرانوں میں جو شور مچا تھا اس کی وجہ اطاعت رسول ﷺ کے خلاف زمین ہموار کرنا تھی۔ چنانچہ منکرین حدیث اور پھر خصوصا پرویز جیسے لوگ اسی دور تاریک کی منحوس پیداوار ہیں

......☆......

مسائل دینیہ
قرآن و حدیث کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ حافظ محمد نصر اللہ آسوی صاحب (مدینہ شریف)

س بعض لوگ میلاد کو شرک کہتے ہیں لہذا میلاد النبی ﷺ پر قرآن سے کوئی دلیل پیش فرمایئے

جواب: نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی منانا قرآن کا مطلوب ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

﴿تم فرماؤ اللہ ہی فضل اور اسی پر چاہیئے کہ خوشی کریں﴾ (سورۃ یونس آیت (۵۸) پارہ ۱۱ رکوع ۱۱)

اللہ تعالی نے رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور سب سے بڑی رحمت ہیں اور فضل حضور ہیں۔ رب تعالی فرماتا ہے۔

﴿اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا﴾

اور میلاد النبی ﷺ کے جواز پر ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے

﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو۔ (سورۃ الضحیٰ)

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

خدا کے فرمان پر عمل ہے جو بزم مولد سجا رہے ہیں

نبی کریم ﷺ نعمت کبری ہیں کہ اللہ تعالی نے اس نعمت پر احسان جتایا ہے فرماتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں ایک رسول بھیجا۔) سورہ آل عمران: ۱۶۴ پارہ ۴) کیونکہ نہ ہو کہ ساری نعمتیں حضور ﷺ کی طفیل ملی ہیں ایمان قرآن رمضان بلکہ رحمان بھی آپ ﷺ کی طفیل ملا ہے معلوم ہوا کہ آپ قاسم نعمت ہیں خود ارشاد فرمایا اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي) میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالی عطا کرتا ہے۔ (بخاری)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی منشی رحمت کا قلمدان گیا

جو لوگ میلاد کو شرک کہتے ہیں وہ جاہل ہیں اور شرک کی تعریف سے ناواقف۔ شرک کی تعریف یہ ہے،، کہ خاصہ خداوندی کو غیر میں تسلیم کرنا، میلاد کو شرک کہنے والے پہلے خدا کا میلاد ثابت کریں جب خدا کا میلاد ہی نہیں ہوتا تو شرک کیسے ہوگا۔ یاد رکھیں میلاد النبی منانا شرک نہیں ہے بلکہ رد شرک ہے اللہ پیدا ہونے سے پاک ہے اور جو پیدا ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا اسی لئے ہم میلاد النبی منا کر یہ اعلان کرتے ہیں خبردار نبی پاک ﷺ کو خدا

مت کہنا کیونکہ آپ کی پیدائش ہوئی ہے۔ آپ نہ خدا ہیں نہ خدا کے شریک بلکہ اللہ کے حبیب اور اللہ کی نعمت ہیں اور نعمتوں کے چرچا کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے اور جو اللہ کے حکم پر عمل کرنے کو شرک کہے وہ اپنی عقل کا علاج کرائے اور اپنے ایمان کی خیر منائے۔

Think before you speak and talk sense

سوال: کیا انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کا ذکر بھی قرآن میں ملتا ہے؟

انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکرِ میلاد قرآن میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر قرآن میں فرمایا اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّی خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ...... قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ (یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا...... اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا) سورہ ص ۷۱-۷۸ پارہ ۲۳)(آل عمران ۵۹)

حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: ﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ..... ﴾ اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے خوشخبری دی (سورہ ہود ۷۱-۷۳، پارہ ۱۲)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: ﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی مجھے نیک اولاد دے تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی۔) (سورہ صافات ۱۰۰-۱۰۳ پارہ ۲۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: (اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر ڈالے تو اسے وہ اٹھائے جو میرا اور اس کا دشمن ہے ...... تیری بہن چلی پھر کہا کیا میں تمہیں وہ لوگ بتادوں جو اس بچہ کی پرورش کریں (سورہ طٰہٰ ۳۷-۴۰ پارہ ۱۶)، (القصص ۷-۱۳)

حضرت یحیٰی علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: ﴿وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا﴾ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا (سورہ مریم ۷-۱۵)

حضرت زکریا علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْئًا اور میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا جب تو کچھ بھی نہ تھا) (سورہ مریم ۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد کا ذکر: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ﴿وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا﴾ اور سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں (سورہ مریم ۱۶-۳۳) سورہ آل عمران ۴۵-۴۷)

اور حضور ﷺ کے میلاد کا ذکر قرآن میں ﴿لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ﴾ اور مجھے اس شہر کی قسم کہ

اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔ (سورہ بلد وسورۃ الضحیٰ)

میلاد کے لئے اس سے بڑا ثبوت اور کیا چاہئے بلکہ ذکر میلاد تو اللہ کی سنت ہے اب اگر کوئی کہتا ہے کہ ذکر میلاد منا جائز ہے یا بدعت ہے تو اس سے پوچھنا چاہئے کیا قرآن پڑھنا بدعت ہے تو پھر کوئی دوسرا قرآن بنالو جس میں انبیاء کرام کے میلاد کا ذکر نہ ہو وہ کیسا مسلمان ہے جو کہے کہ قرآن پڑھنا بدعت ہے ہمارا تو عقیدہ یہ ہے قرآن پڑھنا بدعت نہیں عبادت ہے۔ آقا کی ثناخوانی دراصل عبادت ہے ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں

اب اگر امام نماز میں یہی آیات پڑھے تو عین نماز میں انبیاء کا میلاد ہوگا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے میلاد ان کی رضاعت وغیرہ کا ذکر قرآن میں کیوں کیا؟ اس لئے کہ جب تک قرآن ہے میلاد ہوتا رہے اور قرآن بھی قیامت تک ہے تو آقا کا میلاد بھی قیامت تک جاری رہے گا اس لئے ہم کہتے ہیں

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم رہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

میلاد صاحبِ میلاد کی زبان سے: کیا نبی پاک ﷺ نے اپنے میلاد کا ذکر کیا ہے؟

جی ہاں متعدد بار آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے اپنے میلاد کا ذکر فرمایا:

عَنِ الْعَبَّاسِ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ جَاءَ اِلَی رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وسلم وَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئاً فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَنْ اَنَا ؟ فَقَالُوْا: اَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ ،قَالَ: اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِی فِی خَيْرِهِمْ ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِی فِی خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِی فِی خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتاً فَجَعَلَنِی فِی خَيْرِهِمْ بَيْتاً فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْساً وَخَيْرُهُمْ بَيْتاً.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا شاید حضور ﷺ تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ پر اللہ کا سلام ہو فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہتر مخلوق میں سے کیا۔ پھر ان کے دو حصے کئے (عرب وعجم) تو ہم کو ان سے بہتر یعنی عرب میں سے کیا۔ پھر عرب کے چند قبیلے بنائے ہم کو ان کے بہتر یعنی قریش میں سے کیا۔ پھر قریش کے چند خاندان بنائے ہم کو انکے سب سے بہتر خاندان یعنی بنی ہاشم میں سے کیا۔ تو میں اُن سب میں ذات کے لحاظ سے بہتر ہوں اور خاندان کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔ (ترمذی حدیث: ۳۶۰۸ ،مشکوۃ حدیث: ۵۷۵۷ کتاب الفضائل)

میلاد شریف ذکرِ پیدائش کا نام ہے اور حضور ﷺ نے اپنا میلاد شریف منبر پر تشریف فرما ہو کر صحابہ کرام کے مجمع میں بیان کیا۔ معلوم ہوا کہ

مخلوق میں سے جس نے سب سے پہلے محفل میلاد منعقد کی وہ خود صاحبِ میلاد ہیں۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی حضور ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں اسی لئے اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

نویدِ مسیحا: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّی عِنْدَ اللهِ فِی أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِی طِينَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِ ذٰلِكَ دَعْوَةُ أَبِی إِبْرَاهِيمَ وَبَشَارَةُ عِيسٰی قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّی الَّتِی رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ.

بیشک میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب میں خاتم النبیین (لکھا ہوا) تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت ہوں جو انہوں نے اپنی قوم کو سنائی تھی اور میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے اُن کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ (احمد حدیث (۱۶۷۱۲) مشکوۃ حدیث: ۵۷۵۹ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین)

دیکھو صحابہ کرام کے مجمع میں حضور ﷺ نے اپنا نسب نامہ اپنی نعت شریف، اپنی ولادت کا واقعہ بیان فرمادیا یہ ہی میلاد شریف میں ہوتا ہے۔ اور میلاد النبی پر لائٹنگ کا قدرتی انتظام بھی ہو رہا ہے۔

س آپ میلاد النبی کو عید میلاد النبی کیوں کہتے ہیں: نعمت کے اترنے کے دن کو عید قرار دینا قرآن سے ثابت ہے ﴿قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان (پکے پکائے کھانے) اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو جائے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کی۔ سورہ المائدہ: ۱۱۴ پارہ ۷) مفتی احمد یار خاں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور ﷺ کی ولادت کے دن کو عید منانا سنت پیغمبر سے ثابت ہے کیونکہ حضور ﷺ کی ولادت مائدہ سے بڑی نعمت ہے۔ نیز ان نعمتوں کی تاریخیں منانا انہیں بڑا متبرک دن کہنا جائز بلکہ سنت نبی ہے (تفسیر نور العرفان)

نبی کریم ﷺ نے جمعۃ المبارک کو عید قرار دیا ہے بلکہ عید سے بھی افضل کہا اس کی وجہ کیا کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کا میلاد ہوا

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحٰی يَوْمِ الْفِطْرِ فِيهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللهُ فِيهِ آدَمَ﴾ بیشک جمعہ دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بڑی عظمت والا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑھ کر عظمت و شان والا ہے اور اس میں پانچ اوصاف ہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ (ابن ماجہ حدیث 1084 مشکوۃ 1363 کتاب الصلاۃ باب الجمعہ)

جس دن آدم علیہ السلام کا میلاد ہو وہ دن عید بلکہ عید سے بھی بڑھ کر شان و عظمت والا تو جس دن امام الانبیاء حبیبِ کبریا ﷺ پیدا ہوں

جن کی وجہ سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اوران کی توبہ قبول ہوئی وہ دن عید کیوں نہیں ہوسکتا

نثار تیری چہل پہل پہ ہزار عیدیں ربیع الاول سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منارہے ہیں

سوال تم ہرسال میلادالنبی ﷺ مناتے ہو کیا حضور ﷺ ہرسال پیدا ہوتے ہیں؟

جواب تم ہرسال جشن نزولِ قرآن مناتے ہو کیا قرآن ہرسال نازل ہوتا ہے؟ قرآن ہرسال نازل نہیں ہوتا لیکن رحمت وبرکات والی رات ہرسال آتی ہے اسی طرح حضور ﷺ ہرسال پیدا نہیں ہوتے لیکن رحمت وبرکات والی رات ہرسال آتی ہے اگر تمہارے لیے جشن نزولِ قرآن منانا جائز ہے تو ہمارے لیے جشن آمدِ صاحب قرآن منانا بھی جائز ہے۔ اور ایام منانے کی اصل یہ حدیث ہے۔

علامہ محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مجھ پر ایک حجت ظاہر ہوئی جس سے اُس کی اصل ثابت ہوتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس دن روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا یہ ایک عظیم دن ہے، اس دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسٰی علیہ السلام اوران کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا حضرت موسٰی علیہ السلام نے شکر ادا کرنے کے لئے اس دن کا روزہ رکھا، اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت موسٰی علیہ السلام کی وجہ سے شکر ادا کرنے کا تم سے زیادہ ہمارا حق ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ مسلم- بخاری-مشکاۃ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس معین دن میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا کی ہو یا کوئی بلا ٹالی ہو وہ خاص دن جب بھی آئے اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے اور شکر متعدد عبادات مثلاً نماز، روزہ، صدقہ خیرات اور تلاوت قرآن سے ادا ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور آپ ﷺ کے ظہور سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے اس لئے جب بھی آپ ﷺ کی ولادت کا دن آئے تو اس میں انواع واقسام کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک اور دلیل ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا حالانکہ احادیث میں یہ بھی ہے کہ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ السَّابِعُ ذَبَحَ عَنْهُ يَعْنِي عَقِيقَةَ ساتویں روز آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا۔ اور عقیقہ دہرایا نہیں جاتا پس پتہ چلا کہ آپ نے اپنی پیدائش اپنی بعثت اور رحمۃ للعالمین پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے یہ فعل کیا تھا لہذا ہمارے لئے بھی یہ مستحب ہے کہ ہم آپ ﷺ کی ولادت کے ایام میں محافل منعقد کریں کھانا کھلائیں دیگر عبادات کریں اور خوشی و مسرت کا اظہار کریں۔ (حسن المقصد) (الحاوی للفتاوی) ج ا ص ۱۹۶ مطبوعہ نوریہ فیصل آباد شرح مسلم سعیدی ۳/۱۷۶

سوال بارہ ربیع الاول حضور ﷺ کی ولادت کا دن ہے اور یہی دن آپ کے وصال کا ہے آپ ولادت کی خوشی مناتے ہیں وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟ **جواب:-** پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف پیر کے دن ہے لیکن بارہ ربیع الاول نہیں ہے بلکہ یکم یا دو ربیع الاول ہے طبقات الکبریٰ، دلائل النبوۃ، البدایہ والنہایہ مرقاۃ، عمدۃ القاری نشر الطیب اشرف علی تھانوی، فتاوی برکاتیہ ابو

البرکات وہابی، سیرت النبی شبلی نعمانی وغیرہا شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں دوسروں کی غلطی کی وجہ سے ثانی کو ثانی عشر خیال کرلیا گیا یعنی دو کو بارہ سمجھ لیا گیا پھر بعض نے بعض کی پیروی کرتے ہوئے بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات کہہ دیا (فتح الباری ج ۸ ص ۴۷۸) وفاء الوفاء، سبل الہدیٰ والارشاد، سیرت رسول عربی)

دوسری بات یہ ہے کہ اگر وفات بارہ ربیع الاول کو بھی ہوتی تب بھی غم منانا جائز نہیں ہے کیونکہ شریعت میں فوت شدہ آدمی کا تین دن سے زیادہ سوگ منانا قطعاً منع ہے۔ ہاں عورت اپنے خاوند کا غم چار ماہ دس دن تک منا سکتی ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی میت پر تین دن سے زیادہ غم کرے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک۔ (بخاری 5332 مسلم 1491 مشکوۃ 3331 کتاب النکاح باب العدۃ)

لہذا ثابت ہو گیا کہ تین دن کے بعد وفات کا غم ممنوع اور ناجائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُونَ وَيُحَدَّثُ لَكُمْ فَإِذَا أَنَا مِتُّ كَانَتْ وَفَاتِي خَيْرًا لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ فَإِنْ رَأَيْتُ خَيْرًا حَمِدْتُ اللهَ وَإِنْ رَأَيْتُ شَرًّا اِسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ. میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم بات چیت کرتے ہو اور تم سے بات چیت کی جاتی ہے پھر جب میں وصال کر جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہوگی مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جائیں گے، اگر میں نے ان کو اچھا دیکھا تو اللہ کا شکر ادا کروں گا اور اگر ان میں کوئی برائی دیکھی تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ میں تمہارا جو نیک عمل دیکھتا ہوں اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور میں جو برا عمل دیکھتا ہوں اس پر میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ (رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح مجمع الزوائد ۹/۲۴، کتاب الوفاء حدیث ۱۵۶۳ ص ۸۲۶، المفاہیم عربی ص ۲۵۷ اردو ص ۲۹۶) کتاب الوفاء، المفاہیم از علوی مالکی مصدقہ تمام علمائے عرب و عجم خصوصاً علمائے دیوبند ص ۲۹۶)

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا   پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

میلاد اور وفات ایک دن میں بھی ہوں تو وفات کا غم نظر انداز کر کے میلاد کی خوشی ہمیشہ منائی جاتی ہے۔ جیسا کہ تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا میلاد بھی جمعہ کے دن اور وفات بھی جمعہ کے دن لیکن نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کو عید بلکہ عید سے بھی افضل قرار دیا ہے تو اب کوئی میلاد کے منکروں سے پوچھے کہ تم جمعہ کو عید سمجھتے ہو اور خوشی کا اظہار کرتے ہو تو کیا تم اپنے ابا جان کی وفات کی خوشی مناتے ہو یا میلاد کی خوشی مناتے ہو۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بے ہوشی ہے لہذا اس دن میں مجھ پر درود زیادہ پڑھو۔ (ابوداود حدیث (۱۰۴۷) کتاب الصلاۃ باب فضل یوم الجمعۃ، ابن ماجۃ ۱۶۳۶، نسائی ۱۳۷۳، مشکاۃ حدیث (۱۳۶۱) کتاب الصلاۃ باب یوم الجمعۃ)

اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

ہم سوگ کس لئے منائیں ہمارے آقا ﷺ اب بھی زندہ ہیں ہمارے درود وسلام سن کر جواب ارشاد فرماتے ہیں ابوداود شریف میں ہے ﴿ما مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِي حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلاَمَ﴾ جو بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

جب محرم آتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تین دن سے زیادہ سوگ منانا ناجائز ہے اور دو مہینے محرم اور صفر گذرنے کے بعد جب ربیع الاول شریف کی آمد ہوتی ہے تو یہ شور مچانا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ نبی کریم ﷺ کی وفات کا دن ہے تم خوشیاں مناتے ہو یہ تو غمی کا دن ہے ان بیوقوفوں کا حال شتر مرغ کی طرح ہے جب اسے کہا جائے کہ وزن اٹھاؤ تو کہتا ہے کہ میں تو پرندہ ہوں اور کہا جائے اگر تم پرندے ہو تو اڑو تو کہتا ہے کہ میں جانور ہوں۔

جس جگہ نبی کا میلاد ہو وہ جگہ شان والی اور شرعاً قابلِ تعظیم ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِيْ جِبْرِيْلُ عليه السلامُ فَسِرْتُ فَقَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ اَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَاِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ اَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطُوْرِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مُوْسٰى عليه السلام ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ اَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عيسى عليه السلام ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عليهم السلام فَقَدَّمَنِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَمَمْتُهُمْ.

میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنی حد نگاہ پر قدم رکھتا تھا میں سوار ہوا اور میرے ساتھ جبریل امین تھے میں نے سیر کی حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اتریئے اور نماز پڑھیئے میں نے ایسا ہی کیا تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طیبہ (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی ہے اور اسی کی طرف آپ ہجرت فرمائیں گے پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اتریئے اور نماز پڑھیئے میں نے نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طور سیناء میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اتریئے اور نماز پڑھیئے میں اترا اور نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا میرے لئے انبیاء کرام کو جمع کیا گیا تو جبریل نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے اُن کو نماز پڑھائی۔ (نسائی حدیث:۴۴۹ کتاب الصلاۃ باب فرض الصلاۃ جلد۱)

دیکھو اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد پر نفل ادا کرنا اس کی تعظیم کرنا اسے متبرک سمجھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے حضرت جبریل کی سنت اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد کی یہ شان ہے تو پھر حبیب اللہ ﷺ کی

جائے میلاد کی شان کیا ہوگی آج بھی مکہ میں حرم کعبہ میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت گاہ موجود ہے۔ لیکن یہ نجدی لوگ اس کی زیارت کرنے اور وہاں درود وسلام اور نفل ادا کرنے کو شرک وبدعت کہتے ہیں کوئی انتہاء ہے ان کے بغض کی ان کا قرآن وحدیث کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ رب تعالیٰ تو ایسے مقامات کو شعائر اللہ کہتا ہے اور ان کی تعظیم کو دل کا تقویٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الحج آیت ۳۲)

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

سوال کیا صحابہ نے میلاد شریف منایا تھا؟

جواب صحابہ کی بات کیا پوچھتے ہو خود نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے میلاد بیان کیا جس کے متعلق احادیث بیان ہو چکی ہیں کوئی عمل صحابہ کے نہ کرنے سے ناجائز نہیں ہوتا اگر ناجائز ہے تو بتاؤ کس صحابی نے ختم بخاری شریف دلایا تھا یا یوم فاروق اور یوم عثمان منایا تھا اگر انہوں نے نہیں منایا تو تم کس دلیل سے ختم بخاری دلا کر اور صحابہ کے یوم منا کر اور حکومت سے سرکاری طور ان کے دن منانے کا مطالبہ کر رہے ہو۔ جب تم ان ایام کو منا کر بدعتی نہیں تو ہم ان کے آقا کا دن منا کر بدعتی کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھ کر اس دن کو منایا۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ: ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میری پیدائش ہوئی، اس دن مجھے مبعوث کیا گیا یا اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (مسلم حدیث ۱۱۶۲ کتاب الصیام، مشکوۃ حدیث: ۲۰۴۵ کتاب الصیام باب صیام التطوع) ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيْهِ میں حضور ﷺ نے اپنے میلاد کا ذکر فرمایا ہے اور صحابہ کرام نے بھی اس دن کو روزہ رکھنا شروع کر دیا اسی کا نام میلاد ہے۔ تم تو سالانہ محفل میلاد پر چیختے ہو جب کہ صحابہ اور نبی کریم ﷺ نے ایک مہینے چار دفعہ میلاد منایا تو ایک سال میں کم از کم ۴۸ اڑتالیس محفل میلاد بنتی ہیں۔ لیکن حیرت کی بات ہے پہلے تو یہ ہمیں میلاد منانے پر بدعتی کہتے تھے لیکن اب انہوں نے خود میلاد منانا شروع کر دیا ہے چنانچہ گذشتہ سال کے دیوبندیوں اور وہابیوں کے ,,میلاد مصطفیٰ کانفرس اور ولادت کانفرنس،، کے اشتہار ہمارے پاس موجود ہیں۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

میلاد اور صحابہ کرام : میلاد شریف میں نعتیں پڑھی جاتی ہیں صحابہ کرام حضور ﷺ کی نعتیں پڑھتے تھے اور ایک دوسرے سے نعت کی فرمائش کرتے تھے ہم اگر سنت صحابہ پر عمل کریں تو اس میں کیا برائی ہے کیا اللہ کے محبوب کا ذکر کرنا جرم ہے؟ کیا ذکر محبوب کے لئے دلیل کی ضرورت ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهٖ. جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اُس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (جامع صغیر حدیث:۸۳۱۲)

علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان

سورۃ الفتح کی آخری آیت محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرٌ قَالَ الامامُ السيوطي قُدِّسَ سِرُّهٗ يُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ ﷺ) اور میلاد شریف کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے ہے جب کہ وہ بُری باتوں سے خالی ہو امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پر اظہار شکر مستحب ہے۔

میلاد کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی نعت خوانی کا نام میلاد ہے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی صحابہ کرام کو اپنی نعت سنانے کا حکم دیا اور صحابہ کرام ایک دوسرے سے بھی نعت سننے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور ان نعتوں میں صراحتا بھی آپ ﷺ کے میلاد کا ذکر ہوتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نعت سننے کی فرمائش کی

عَنْ ابن عباس رضی اللہ عنہما أَنَّهُ سَأَلَ كَعْبَ الأَحْبَارِ كَيْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ كَعْبٌ: نَجِدُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُوْلَدُ بِمَكَّةَ وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ وَيَكُوْنُ مُلْكُهُ بِالشَّامِ وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ وَلَا صَخَّابٍ فِي الأَسْوَاقِ وَلَا يُكَافِئُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ أُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِي كُلِّ سَرَّاءَ وَضَرَّاءَ وَيُكَبِّرُوْنَ اللهَ عَلَى كُلِّ نَجْدٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار سے پوچھا تم تورات میں حضور ﷺ کی نعت کس طرح پاتے ہو حضرت کعب احبار نے جواب دیا ہم تورات میں حضور ﷺ کی نعت اس طرح پاتے ہیں محمد ﷺ مکہ میں پیدا ہوں گے مدینے کی جانب ہجرت کریں گے آپ کی مملکت شام میں ہوگی آپ یاوہ گو اور بازاروں میں چیخنے والے نہیں ہونگے آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے لیکن معاف کریں اور بخش دیں گے آپ کی امت خدا کی بہت حمد کرنے والی ہوگی وہ ہر خوشی اور غمی کے موقع پر اللہ کی حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہے گی۔ (دارمی حدیث۸ کتاب المقدمہ، خصائص کبری ص۲۰ باب ذکرہ فی التوارۃ والانجیل) يُوْلَدُ بِمَكَّةَ وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ میں میلاد کا ذکر ہے۔

صحابہ کرام نے میلاد کا جلسہ کیا: صحابہ کرام نے جہاں مطلق ذکر میلاد مصطفیٰ کیا وہاں محفل کا اہتمام بھی اور بالخصوص آپ کی آمد پر خوشی اور مسرت کا اظہار بھی فرمایا کہ صحابہ کرام نے جلسہ کیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا مَا اَجْلَسَكُمْ تم نے کس لئے جلسہ کیا تو انہوں نے دوٹوک یہی بتایا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلٰى مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ ہم نے اس لئے جلسہ کیا ہے کہ خدا کا ذکر کریں اور اس کی حمد کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم کیا اسی چیز نے تم کو یہاں پر بٹھایا؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اسی چیز نے ہم کو یہاں پر بٹھایا ہے۔ فرمایا:

اَمَا اِنِّي لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِي جبريلُ فَاَخْبَرَنِي اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی لیکن میرے پاس جبریل امین آئے ہیں اور مجھے خبر دی کہ اللہ تعالی تمہارے اس عمل کی وجہ سے فرشتوں کے

سامنے فخر فرما رہا ہے۔ مسلم حدیث نمبر 2701 مشکوٰۃ 2278 کتاب الدعوات باب ذکر اللہ (مسند احمد ج ۴ ص ۹۲ ،طبرانی کبیر ج ۱۹ ص ۳۱۱)

معلوم ہوا کہ ذکر مصطفیٰ اور میلاد مصطفیٰ کرنے سے اللہ بھی خوش اور رسول اللہ بھی خوش ہوتے ہیں صرف شیطان جلتا ہے۔

غیظ میں جل جائیں بےدینوں کے دل   یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

رسول اللہ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار ﷺ کا میلاد پڑھا تو آپ نے خوش ہو کر دعا دی

حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کی نعت پڑھنا چاہتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پڑھو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے

وَاَنْتَ لَمَّاوُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

یارسول اللہ ﷺ آپ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاق سماوی آپ کے نور سے روشن ہو گئے۔

فَنَحْنُ فِي ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

تو اب ہم لوگ اُسی روشنی اور اُسی نور میں ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں طے کر رہے ہیں۔

(کتاب الوفا ص:۱۴۰ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ از شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ص:۹)

وَاَنْتَ لَمَّاوُلِدْتَ یارسول اللہ ﷺ آپ جب پیدا ہوئے اس میں سرکار ﷺ کے میلاد کا ذکر ہے

حضرت عبداللہ بن رواحہ اور میلاد النبی ﷺ

رُوْحِي الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُهٗ شَهِدَتْ بِاَنَّهٗ خَيْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ اُن کا میلاد پاک تمام بنی نوع انسان سے افضل ترین ہے۔

عَمَّتْ فَضَائِلُهٗ كُلَّ الْعِبَادِ كَمَا عَمَّ الْبَرِيَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اُن کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں جس طرح سورج اور چاند کی روشنی تمام مخلوق کے لئے عام ہے۔

لَوْلَمْ يَكُنْ فِيْهِ اٰيَاتٌ مُّبَيِّنَةٌ كَانَتْ بَدِيْهَتُهٗ عَنِ الْخَبَرِ

اگر اُن کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو خود اُن کی واضح شخصیت اُن کی صداقت کے لئے کافی تھی۔

(طبقات ابن سعد، الاصابہ از ابن حجر ج ۲)

میلاد شریف کے ذکر پر شفاعت واجب: امام شیخ ابوالخطاب فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ کان يُحَدِّثُ ذاتَ يومٍ في بَيْتِهِ وِقَائِعَ وِلادَتِه لِقَوْمٍ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ ويَحْمَدُوْنَ اِذْ جاء النبی ﷺ وقال: حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِي وہ اپنے مکان میں قوم کے سامنے حالات ولادت باسعادت بیان فرما رہے تھے اور صحابہ خوش ہو رہے تھے اور اللہ کی حمد کر رہے تھے تو اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے تو یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (التنویر فی مولد البشیر النذیر)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ عامر انصاری کے یہاں گیا وہ اپنے بیٹوں کو میلاد النبی

ﷺ کے واقعات بتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ دن ہے میلاد کا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ عَلَیْکَ اَبْوَابَ الرَّحْمَۃِ وَالملائکۃُ یَسْتَغْفِرُوْنَ) (التنویر فی مولد البشیر النذیر از شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ، تصحیح العقائد از علامہ محمد عبدالحامد بدایونی ص ۶۰)

معلوم ہوا میلاد کرنیوالے بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی اور ان کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ملائکہ استغفار کرتے ہیں۔ اور نبی پاک ﷺ ان پر راضی ہو جاتے ہیں اگر یہ عمل بدعت ہوتا تو آپ ان منع فرما دیتے اور ان کو شفاعت کی خوشخبری نہ دیتے۔

س کیا محدثین نے بھی میلاد منایا ہے؟

ج علامہ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جو نبی ﷺ کے میلاد شریف خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لیے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو نبی کریم ﷺ میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کرے تو اُس کی نبی کریم ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت مقبول ہوگی۔ (مولد العروس)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا: اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود رہتی ہے البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کیوجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقعہ پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت عاجزی وانکساری محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درُود وسلام بھیجتا رہا ہوں۔

اے اللہ! وہ کونسا مقام ہوگا جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بے کار نہ جائیگا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں مقبول ہوگا اور جو کوئی درُود وسلام پڑھے اور اُس کے ذریعہ دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی۔ (اخبار الاخیار ص ۶۲۴)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ وعمل: کُنْتُ اَصْنَعُ فِی اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَۃً بِالنَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یَفْتَحْ لِی فِی سَنَۃٍ مِنَ السِّنِیْنِ شَیْءٌ اَصْنَعُ بِہٖ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمِّصًا مَقْلِیًا فَقَسَّمْتُ بَیْنَ النَّاسِ فَرَاَیْتُہٗ ﷺ وَبَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذِہِ الْحِمِّصُ مُتَبَھِّجًا بَشَاشًا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والدِ مکرم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں ایام مولود شریف میں کھانا پکایا کرتا تھا تاکہ میلاد شریف پر اظہارِ خوشنودی کرسکوں ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لئے اور لوگوں میں تقسیم کر دیئے کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بھنے ہوئے چنے رکھے ہیں اور آپ ہشاش بشاش ہیں۔ (الدرالثمین) بخاری حدیث ۲۱۲۵ کتاب البیوع مشکوٰۃ ۵۷۳ کتاب الفضائل

امام بخاری کی شہادت: حضرت عروہ کا بیان ہے کہ ثویبہ پہلے ابولہب کی لونڈی تھی جب ابولہب نے اُسے آزاد کیا تو اُس نے نبی کریم ﷺ کو دُودھ پلایا جب ابولہب مرگیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اُسے بُرے حال میں دیکھا اُس نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا گزری تم

سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث اس میں سے مجھے پانی پلایا جاتا ہے۔

بخاری کتاب النکاح باب وامہاتکم التی ارضعنکم

میلاد کی خوشی مخالفین کی کتب سے اور عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی متوفی ۱۲۴۲ھ

حال ہی میں پاکستان کے غیر مقلدین نے سعودی عرب کی امداد سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ کی کتاب ,,مختصر سیرت رسول ﷺ،، شائع کی ہے اور اس کو مفت تقسیم کیا جارہا ہے اور اس کتاب کے ٹائیٹل پر کتاب شائع کرانے والے کا نام بھی لکھا ہوا ہے

علی نفقتة الشیخ ابراھیم بن علی الناصر

باہتمام حافظ عبدالغفور محمد اسمائیل رئیس جامعہ العلوم الاثریہ جہلم-پاکستان ،احمد شاکر صاحب المکتبہ السلفیہ لاہور-پاکستان

وقد روی ابو لھب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالك فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل اثنین وامص من بین اصبعی ھاتین ماء واشار براس اصبعہ وان ذلك باعتاق ثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی ﷺ وبارعھا لہ قال ابن الجوزی فاذا کان ھذا ابو لھب کافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی بفرحہ لیلة مولد النبی ﷺ فَمَا حالُ المُسلمِ الْمُوَحّدِ مِنْ اُمَّتِهِ يُسِرُّ بِمَوْلِدِهِ

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ ,,ابولہب کو اُس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اُسے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے؟ وہ بولا میں تو آگ میں ہوں تاہم ہر پیر (سوموار) کو میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے اور اُنگلی سے اشارہ کرتا ہوا کہنے لگا (کہ ہر پیر کو) میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے جسے میں پیتا ہوں اور مجھے یہ تخفیف اس وجہ سے ملتی ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اُس نے مجھے حضور ﷺ کی ولادت کی خبر دی تھی،،

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی آگے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی کہ اُس کو حضور ﷺ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر یہ جزاء (عذاب سے تخفیف) دی جاتی ہے تو اُس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی منائے۔ (مختصر سیرۃ الرسول ﷺ ص ۱۳)

اس عبارت کے بعد شارح بخاری علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''ماثبت بالسنہ،، میں جس کا ترجمہ شیخ اقبال الدین احمد دیوبندی نے کیا ہے اور اُس پر مقدمہ مفتی شفیع دیوبندی نے لکھا ہے اور یہ کتاب مکتبہ الکوثر مدینہ منورہ سے ,,مومن کے ماہ وسال،، کے نام سے بک رہی ہے اس کے ص ۸۴،۸۵ پر عبداللہ کی مختصر سیرت رسول ﷺ والی عبارت نقل کر کے ابن جوزی کی پوری عبارت نقل کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ''تو اُس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوا جو آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی منائے اور اپنی وسعت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی محبت میں صدقہ وخیرات کرے تو اُس کی جزا کا کیا عالم ہوگا! اللہ تعالی سے توقع ہے کہ اُس کی جزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالی اُس کو اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ان تمام محدثین ومفسرین فقہاء کرام ابن جوزی اور شیخ عبداللہ کی ان تصریحات سے معلوم ہوا حضور ﷺ کی آمد کی خوشی منانے والے سچے

پکے مسلمان موحد ہیں اور جو ولادت مصطفی ﷺ کی خوشی منائے اُسے مشرک بدعتی نہیں کہا جاسکتا بلکہ اُس کو انعام اور اجر عظیم ملے گا جب کہ کافر بھی خوشی منائے تو اُسے محروم نہیں رکھا جاتا۔

یہ دربار محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

☆

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں
شب ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان و مال قرباں
ابولہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پا رہے ہیں

امام الوہابیہ ابن تیمیہ اور محفل میلاد: ابن تیمیہ لکھتے ہیں ۔ وَكَذٰلِكَ مَا يُحْدِثُهُ بَعْضُ النَّاسِ اِمَّا مُضَاهَاةً لِلنَّصَارٰى فِي مِيْلَادِ عيسى عليه السلام وَاِمَّا مُحَبَّةً لِلنَّبِيِّ ﷺ وَتَعْظِيْمًا لَّهُ وَاللّٰهُ قَدْ يُثِيْبُهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الْمُحَبَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ......)
اسی طرح بعض لوگوں نے محفل میلاد کی ایجاد کی ہے اور وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو عیسائیوں کی مشابہت سے ہوگی جیسے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد کرتے ہیں یا نبی کریم ﷺ کی محبت میں ہوگی اور آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے اور اللہ تعالیٰ ان کو اس محبت اور اجتہاد پر ثواب عطا فرمائے گا۔ (اقتضاء الصراط المستقیم طبعہ دار الحدیث ص ۲۶۶)

علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ: حاجی صاحب فرماتے ہیں:- اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

حاجی صاحب فرماتے ہیں:- ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۰)

حاجی صاحب فرماتے ہیں:- مولد شریف تمام اہل حرمین شریف کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہیئے اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۴۷)

حاجی صاحب کا یہ بہت ایمان افروز ارشاد ہے:- اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص

تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اُس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر سردار عالم وعالمیاں (روحی فداہ) کے اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص ٦٨)

اشرف علی تھانوی نے آخری جملہ ،،اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا،، پر حاشیہ لکھا ہے

اقول: البتہ اصرار کرنا کہ تارکین سے نفرت کرنا زیادتی ہے۔ (امداد المشتاق ص ٨٨)

اور میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی بڑی زیادتی یہ ہے کہ محفلِ میلاد کو بدعتِ سیۂ قرار دیا جائے اور میلاد شریف کرنے والوں سے نفرت کی جائے اور انہیں اہلِ بدعت کے نام سے پکارا جائے۔

سردار اہل حدیث نواب صدیق حسن بھوپالی کی شہادت

اب غیر مقلدین حضرات کے جدامجد اور شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی کی گواہی پیش کی جاتی ہے تاکہ منکرین میلاد شریف اپنے عقائد پر نظرِ ثانی فرمائیں۔ نواب صاحب لکھتے ہیں:۔ جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر کا نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں۔ (الشمامۃ العنبر یہ ص١٢)

نواب صاحب مزید لکھتے ہیں:۔ اس میں کیا بُرائی ہے کہ اگر ہر روز حضرت کا ذکر نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں اس کا التزام کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وولادت ووفات آنحضرت ﷺ کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔ (الشمامۃ العنبر یہ ص٥)

الشمامۃ العنبر یہ وہ کتاب ہے جس کو دیوبندی مکتب فکر کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے مستند قرار دیا ہے۔ (نشر الطیب ص ١٠)

لہذا اب دیوبندیوں اور اہل حدیث حضرات کو میلاد کا ذکر سن کر خوش بھی ہونا چاہئے کیونکہ جو خوش نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں اور روزانہ محفل میلاد کا انعقاد بھی کرنا چاہئے اگر روزانہ نہیں تو ہفتہ وار محفل میلاد ضرور ہونی چاہئے۔ جو میلاد منانے والوں کو مشرک کہتے ہیں ان کو چاہئے کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں ان کا شرک کا فتوی سب سے پہلے ان کے اکابر علماء پر لگے گا۔ اگر وہ مشرک نہیں اگر وہ مشرک نہیں تو ہم کیسے مشرک ہو گئے۔

Think before you speak and talk sense

س: محفلِ میلاد کی ابتداء کب سے ہوئی: الشیخ السید علامہ محمد بن علوی مالکی خادم العلم الشریف ببلد اللہ الحرم نے (حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف ص١٥) میں فرماتے ہیں ﴿اِنَّ اَوَّلَ الْمُحْتَفِلِیْنَ بِالْمَوْلِدِ هُوَ صَاحِبُ الْمَوْلِدِ وَهُوَ النَّبِیُّ ﷺ كَمَا جَاءَ فِی حَدِیْثِ الصَّحِیْحِ﴾

سب سے پہلی محفل میلاد منعقد کرنے والے وہ صاحب میلاد نبی کریم ﷺ ہیں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ قَالَ: ذَاكَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْهِ وَیَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهِ ۔ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میری پیدائش ہوئی ،اس دن مجھے مبعوث کیا گیا یا اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (مسلم حدیث ١١٦٢ کتاب الصیام، مشکوۃ حدیث: ٢٠٤٥ کتاب الصیام باب صیام التطوع)

فهذا أصح وأصرح نص في مشروعية الاحتفال بالمولد النبوي الشريف .ولا يلتفت لقول من قال : إن أول من احتفل به الفاطميون لأن هذا إما جهل أو تعامي عن الحق .

یہ حدیث شریف محفل میلاد کے جواز پر سب سے زیادہ صحیح اور صریح دلیل ہے۔اُن لوگوں کی طرف التفات نہ کیا جائے جو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے فاطمیوں نے محفل میلاد منعقد کی اس لئے کہ یہ یا تو جہالت ہے یا جان بوجھ کر حق سے چشم پوشی ہے۔ (حول الاحتفال السید علوی مالکی ص:۱۵)

میلاد کے منکر کہتے ہیں محفل میلاد شیعوں کی بدعت ہے کیونکہ جنھوں نے اسے سب سے پہلے ایجاد کیا وہ فاطمی عبیدی تھے جو زندیق روافض عبداللہ بن سبا کی اولاد جو عبیداللہ بن میمون القداح یہودی کی طرف منسوب تھے جنھوں نے مصر میں ۳۵۷-۵۶۷ تک حکومت کی انہوں نے بہت سے دنوں میں محفلوں کی بدعت نکالی اور اُن میں سے یہ میلاد النبی ﷺ کی محفل بھی ہے۔ابن کثیر البدایہ والنہایہ ۱۱/۱۷۲

الشیخ السید علامہ محمد بن علوی مالکی صاحب فرماتے ہیں خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے (وَحَسْبِ الْمَرْجَعِ الَّذِي اَشَارُوْا اِلَيْهِ نَقُوْلُ لَكُمْ : كَذَبْتُمْ وَاللّٰهِ !! فَاِنَّنَا وَجَدْنَا مَا ادَّعَيْتُمُوْهُ عَلَى الْحَافِظِ وَمَانَقَلْتُمُوْهُ عَنْهُ اِنَّمَا هُوَ عَيْنُ الْكِذْبِ وَالْاِفْتِرَاءِ وَالتَّدْلِيْسِ وَالْخِيَانَةِ فِى النُّقُوْلِ عَنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ وَاِنْ كُنْتُمْ مُصِرِّيْنَ عَلَى ذَلِكَ فَاَخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ واين انتم من ادعائكم بانكم ستناقشون هذه القضية بعدل وانصاف ....)

وہ حوالہ جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے ہم کہتے ہیں خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے جس بات کا تم حافظ ابن کثیر کی طرف سے دعوی کیا ہے اوران کی طرف سے نقل کررہے ہو ہم اُسے امت کے علماء کی عبارتیں نقل کرنے میں عین جھوٹ افتراء دھوکہ خیانت پاتے ہیں اگر تم اپنی بات پر بضد ہو تو ہم تمہیں کہتے ہیں اپنے اس حوالہ کو ثابت کرو اگر سچے ہو تمہارا دعوی کہاں گیا کہ ہم اس قضیہ میں عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے آپ نے تو عدل وانصاف کا خون کرنے میں انتہاء کردی یہ تو عین تعصب اور خواہش نفس کی پیروی ہے اب ہم آپ پر کیسے اعتماد کرسکتے ہیں اے مسلمان بھائی آ میں تم کو حافظ ابن کثیر کی حقیقی رائے بتاؤں جس کو عدل وانصاف کا دعوی کرنے والے نے چھپایا ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں عن الملك المظفر ابو سعيد احد الاجواد والسادات الكبراء الامجاد له آثار حسنة وكان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول ويحتفل به احتفالا هائلا ۰ ۰ ۰ ۰)

بزرگ اور نیک باشاہوں میں اور عظیم فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابوسعید مظفر بادشاہ تھے (سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی) وہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف کیا کرتے تھے اور بہت عظیم محفل منعقد کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، مدبّر، پرہیزگار، عادل اور عالم دین تھے اللہ اُن پر رحم کرے اور اُن کو عزت کا ٹھکانہ عطا فرمائے یہاں تک فرمایا وہ ہر سال محفل میلاد میں تین لاکھ دینار خرچ کیا کرتے تھے۔

مالکی صاحب فرماتے ہیں دیکھو اللہ تم پر رحم کرے حافظ ابن کثیر تو ان کی مدح وثنا میں رطب اللسان ہیں انہوں نے تو یہ ہرگز نہیں کہا کہ وہ زندیق فاسق وفاجر بے حیائیوں کا مرتکب تھا جیسا کہ منکرین میلاد کا دعوی ہے قارئین کو چاہئے کہ وہ اس مقام کا خود مطالعہ کریں وہاں کلام اس امام جلیل کے حق میں اس سے زیادہ ہے جو میں نے ذکر کیا ہے جسے میں نے بخوف طوالت ذکر کیا ہے الامام حافظ الذہبی ,,سیر اعلام النبلاء،،۲۲/۳۳۶ میں بادشاہ

ملک مظفر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:(کَانَ مُتَوَاضِعًا خَیْرًا سُنِّیًا یُحِبُّ الْفُقَھَاءَ وَالْمُحَدِّثِیْنَ) وہ بادشاہ بڑا متواضع بہترین سنی فقہاء اور محدثین کو دوست رکھتا تھا۔(حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف) ص۵۶-۶۰ (البدایہ والنہایہ ج۱۳ ص ۱۳۶-۱۳۷)

شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:- بعض علماء نے لکھا ہے کہ میلاد شریف کی ابتداء ساتویں صدی ہجری میں اربل کے بادشاہ ابو سعید مظفر نے کی ہے اور اس بات کو حافظ ابن کثیر کے حوالے سے بیان کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ابو سعید مظفر کا مکمل تذکرہ لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے محفل میلاد مناتے تھے یہ نہیں لکھا کہ وہ محفل میلاد کے موجد تھے اور انہوں نے اس کی ابتداء کی ہے ہم حافظ ابن کثیر کی مکمل عبارت پیش کر رہے ہیں حافظ ابن کثیر ۶۳۰ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں.- بزرگ اور نیک بادشاہوں میں اور عظیم فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابو سعید مظفر بادشاہ تھے (سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی) وہ ربیع الاول میں میلاد شریف کیا کرتے تھے اور بہت عظیم محفل منعقد کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، مدبر، پرہیزگار، عادل اور عالم دین تھے اللہ اُن پر رحم کرے اور اُن کو عزت کا ٹھکانہ عطا فرمائے شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ نے میلاد شریف کے موضوع پر "التنویر فی مولد البشیر النذیر،، نامی کتاب لکھی جس پر انہوں نے شیخ مذکور کو ہزار دینار انعام دیا ان کی حکومت کافی عرصہ قائم رہی عکا کا محاصرہ کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے ان کی سیرت اور حکومت بہت عمدہ تھی۔ جو لوگ مظفر بادشاہ کی محفل میلاد میں شریک رہے اُن کا کہنا ہے کہ اس محفل میں پانچ ہزار بھُنی ہوئی سریاں ہوتی تھیں اور دس ہزار مرغیاں ایک لاکھ پنیر کی ٹکیاں، تیس ہزار مٹھائی کی ڈلیاں ۔

اور ان کی محفل میلاد میں بہت بڑے بڑے علماء اور صوفیاء شریک ہوتے تھے ہر علاقہ اور ہر قسم کے مہمانوں کے لیے بادشاہ مذکور کا دستر خوان کھلا رہتا تھا وہ ہر قسم کی عبادات میں صدقہ اور خیرات کرتے تھے حرمین شریفین کی عبادت پر بہت خرچ کرتے تھے۔

اُس کی بیوی ربیعہ بنت ایوب (صلاح الدین ایوبی کی بہن) کہتی ہیں کہ اُس کے جسم پر ایسی قمیص تھی جس کی قیمت پانچ درہم کے مساوی نہیں تھی میں نے اُسے اُس پر ملامت کی تو اُس نے کہا میرا پانچ درہم کا لباس پہننا اور باقی کا صدقہ کردینا میرے قیمتی لباس پہننے اور فقیروں مسکینوں کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے اور میلاد شریف کی محفل پر ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے اور مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ کرتے تھے۔

حرمین شریفین اور حجاز مقدس میں پانی کے انتظام پر تیس ہزار دینار خرچ کرتے تھے جو صدقات وہ خفیہ طور پر کرتے تھے ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے اللہ تعالیٰ بادشاہ مظفر پر رحم فرمائے (۶۳۰ھ میں) اربل کے قلعہ پر وہ فوت ہوگئے انہوں نے مکہ مکرمہ میں فوت ہونے کی وصیت کی تھی لیکن پوری نہ ہو سکی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جوار میں انہیں دفن کردیا گیا۔(شرح مسلم سعیدی ۳/۱۸۸-۱۹۰)(البدایہ والنہایہ ج۱۳ ص ۱۳۶-۱۳۷)

اہل اسلام کا دائمی عمل: شارح بخاری امام قسطلانی فرماتے ہیں

وما زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام

نبی ﷺ کے میلاد کے مہینہ میں اہل اسلام ہمیشہ محفل میلاد منعقد کرتے ہیں دعوت کا اہتمام کرتے ہیں اور میلاد کی راتوں میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں میلاد شریف پڑھتے ہیں اور میلاد شریف کی برکات سے ان پر

اللہ تعالیٰ کا فضل عام ہوتا ہے اور محفل میلاد کے خواص میں سے یہ ہے کہ اس سال امان رہتی ہے اور مطلوب کی بشارت جلد مل جاتی ہے اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحمت فرمائے جس نے میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو عید بنا دیا تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بُغض رسالت کی بیماری ہے وہ اور بڑھ جائے۔(مواہب اللدنیہ ج ا ص ۲۷)

علامہ قسطلانی کے حوالے سے اس عبارت کو علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے "تاریخ الخمیس،، میں اور علامہ ابن عابدین شامی نے "شرح المولد لابن حجر،، میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "ماثبت بالسنۃ،، میں بیان کیا ہے۔

میلاد النبی ﷺ پر جھنڈوں کا ثبوت: رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

اللہ تعالیٰ میری آنکھیں روشن کر دیں حجابات اُٹھ گئے میں نے اُس وقت زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا میں نے تین جھنڈے نصب کیے ہوئے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔(خصائص کبریٰ، مواہب اللدنیہ)

روح الامین نے گاڑا کعبہ کی چھت پر
تا عرش اُڑا پھریرا صبح شب ولادت

جب حضور ﷺ کی والدہ کی یہ شان ہے کہ مکہ میں رہ کر مشرق و مغرب کو دیکھ لیا تو اس آنے والے نور کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جس نے رب کائنات کو دیکھا۔

میلاد النبی پر لائٹنگ کا قدرتی انتظام: حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی سے روایت ہے کہ میری والدہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی گھر میں ہر طرف نور ہی نور نظر آ رہا تھا اور میں ستاروں کی طرف دیکھتی تو وہ مجھے بہت قریب نظر آتے یہاں تک کہ مجھے ایسا لگتا تھا کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو حضرت آمنہ کے بطن سے ایک ایسا نور طلوع ہوا جس سے سارا گھر روشن ہو گیا اور ہر طرف نور ہی نور ہو گیا۔(خصائص کبریٰ، مواہب اللدنیہ)

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِيْ رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَ تْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ.

میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے اُن کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔احمد حدیث (۱۶۷/۱۲) مشکوۃ حدیث: ۵۷۵۹ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین)

علامہ اقبال بحضورِ سرورِ کائنات ﷺ

(از پروفیسر رحیم بخش شاہین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پیشتر نبی اور رسول کسی نہ کسی قوم، زمانے اور خطے کے لیے مبعوث ہوتے رہے، لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیگر انبیاء کے برعکس تمام بنی نوع انسان کے لئے داعیِ حق بن کر آئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی خاص توجہ سے مشتِ خاک کو رشکِ طور بنادیا۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ "بالِ جبریل" میں فرماتے ہیں:

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب تشریف لائے تو دنیا اپنا ابتدائی عہد گزار کر جوانی کی حدود میں قدم رکھ رہی تھی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت شبابِ حیات کی علامت ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فقر سرمایۂ کائنات ہے۔ انسانیت کی نشوونما کے ابتدائی ادوار میں اسے قدم قدم پر انبیاء کی ضرورت پڑتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پے در پے انبیاء بھیجے، لیکن اب ایک ایسی منزل آگئی جہاں انسانیت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی دوسرے نبی اور رسول کی ضرورت نہیں رہی۔ "رموزِ بے خودی" میں ارشاد ہوتا ہے:

اے ظہورِ تو شبابِ زندگی — جلوہ ات تعبیرِ خوابِ زندگی
از تو بالا پایۂ ایں کائنات — فقرِ تو سرمایۂ ایں کائنات
در جہاں شمعِ حیات افروختی — بندگاں را خواجگی آموختی

(اسرار و رموز: ۱۹۳)

ترجمہ: آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ظہور شبابِ زندگی کی علامت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جلوہ خوابِ زندگی کی تعبیر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کے وجود سے کائنات کا رتبہ بلند ہوا اور اس بلندی کا باعث کسی شہنشاہ کی عظمت اور سطوت یا دولت وحکومت نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فقر تھا۔ جس کی تاثیر سے انسانیت کی محفل میں شمعِ حیات کو روشنی ملی اور عرب کے شتربانوں اور بدوؤں کو وہ مقام ملا کہ دنیا بھر کی قوموں کے لئے علم، معاشرت اور سیاست وغیرہ میں معلم کی حیثیت اختیار کر گئے۔ انہوں نے قیصر وکسریٰ کے تاج اپنے پاؤں تلے روند ڈالے اور روئے زمین پر تہذیب وتمدن کی رفیع الشان عمارتیں تعمیر کیں۔

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چونکہ سب سے آخر میں پیغامِ حق سنانے کے لئے تشریف لائے، اس لئے اقبال نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات کے لئے ''معنی دیریاب'' کا معنی خیز خطاب استعمال کیا:

آیہ کائنات کا معنیٔ دیریاب تو　　　نکلے تیری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو　　　(بالِ جبریل ۱۵۳)

اللہ تعالیٰ نے جس کائنات کو لاکھوں سال پیشتر تخلیق کیا تھا اس کی معنوی تکمیل حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وجود مبارک کی صورت میں ہوئی:

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است　　　رحمۃ للعالمینی انتہا است　　　(جاوید نامہ:۱۴۸)

ترجمہ: خلق، تقدیر اور ہدایت سے رسالت کی ابتدا کی گئی اور رحمت العالمینی پر اس کی انتہا کر دی گئی۔

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو　　　آنکہ از خاکش بروید آرزو

یا ز نورِ مصطفےٰ او را بہا است　　　یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ است　　　(جاوید نامہ:۱۴۹)

ترجمہ: جہاں کہیں بھی جہان رنگ و بو کا وجود ہے اور جس سرزمین سے بھی آرزوؤں اور تمناؤں کا بیج پھوٹتا ہے، وہ تمام سرزمینیں یا تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور سے معمور ہیں اور یا پھر نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تلاش میں ہیں۔

ختمِ نبوت: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعوت کسی زمانے تک محدود نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا امکان ہی ختم کر دیا گیا ہے۔ اور اب رہتی دنیا تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہی پیغام جاری و ساری رہے گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نسل آدم کو مکانی و زمانی وحدت کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ اب کوئی آدمی خواہ دنیا کے کسی خطے سے تعلق رکھتا ہو، کسی قوم کا فرد ہو، کوئی سی زبان بولتا ہو اور کسی زمانے میں پیدا ہوا ہو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غلامی کے حلقہ میں داخل ہوئے بغیر فلاح حاصل نہیں کر سکے گا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلاموں میں رنگ، نسل، وطن، قوم وغیرہ مادی امتیازات کو کوئی وقعت حاصل نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے دنیا بھر کے لوگ ایک ہی برادری کے ارکان بن گئے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے زندگی گزارنے کا ایسا لائحہ عمل عطا کیا جو ہر طرح سے ممکن ہے اور جو ہر دور کے تقاضوں کی بطریق احسن تکمیل کر سکتا ہے، اس میں کمی بیشی ناممکن ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سلسلہ نبوت قطعی ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد متوقع نہیں اور جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایک طرح سے تکمیل دین اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کاملیت، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعلیمات کی ہمہ گیری اور ابدیت سے انکار اور امت میں انتشار پیدا کرتا ہے۔ ''رموزِ بیخودی'' میں رسالت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مرکز ملت اور وحدتِ اسلامی کی بنیاد قرار دیتے ہوئے اقبال فرماتے ہیں:

پس خدا برما شریعت ختم کرد　　　بر رسولِ ما رسالت ختم کرد
رونقِ از ما محفلِ ایام را　　　او رسل را ختم و ما اقوام را
خدمتِ ساقی گری با ما گزاشت　　　داد مارا آخریں جامے کہ داشت

لا نبی بعدی ز احسان خدا است　　پردۂ ناموس دین مصطفےٰ است
قوم را سرمایہ ٔ قوت ازو　　حفظ سر وحدت ملت ازو

نیز یہ کہ

حق تعالےٰ پیکر ما آفرید　　وز رسالت تن ما جاں دمید
از رسالت در جہاں تکوین ما　　از رسالت دین ما آئین ما
از رسالت ہم نوا گشتیم ما　　ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان کا مطلب صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رسالت پر ایمان ہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خدا کا آخری نبی اور سردار انبیاء تسلیم کرنا بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال ختم نبوت پر گہرا اور مستحکم عقیدہ رکھتے ہیں۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کا منکر دائرہ اسلام سے قطعی خارج ہو جاتا ہے۔

اس (ختم نبوت) کے معنی بالکل سلیس ہیں۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایسا قانون عطا کر کے جو ضمیر انسان کی گہرائیوں سے ظہور پذیر ہوتا ہے آزادی کا راستہ دکھادیا ہے۔ کسی اور انسانی ہستی کے آگے روحانی حیثیت سے سرنیاز خم نہ کیا جائے۔ دینیاتی نقطۂ نظر سے اس نظریے کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ وہ اجتماعی اور سیاسی تنظیم جسے اسلام کہتے ہیں مکمل اور ابدی ہے۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ (حرف اقبال مرتبہ لطیف احمد خان شیروانی: ۱۳۹)

اقبال نے اپنے مشہور خطبات میں فلسفیانہ انداز میں ختم نبوت کا اثبات کیا ہے۔ ان کے خیال میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قدیم و جدید دنیا کے درمیان رابطہ کرنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وحی کا سرچشمہ قدیم ہے اور وحی کی روح کے لحاظ سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی میں حیات نے اپنے دھارے کے مطابق علم کے مزید سرچشمے دریافت کر کے نبوت کی ایسی تکمیل کر دی ہے کہ اب اس کے ختم کر دینے کی ضرورت کا یقین ہو گیا ہے۔

اقبال نے ''ختم نبوت'' کے مسئلے کی بطور خاص تشریح اس لئے کی کہ ان کے دور میں پنجاب کے ایک قصبے ''قادیان'' میں مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو بتدریج محدث، مجدد، امام مہدی، مسیح موعود اور بالآخر کامل نبی قرار دیا اور ساتھ ہی انگریزی حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے جہاد کو حرام قرار دے دیا۔ کیونکہ اس کے خیال میں برطانوی حکومت رحمت کا سایہ تھی۔ اقبال جب اس فتنے کی حقیقت سے آگاہ ہوئے تو چند سخت بیانات دیئے۔ جن میں یہ ثابت کیا کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور جو نئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ امت کی وحدت و مرکزیت کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی مانیں، مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (حرف اقبال ص ۱۱۳، ۱۲۱)

پھر اقبال نے اردو مجموعہ کلام ''ضرب کلیم'' میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کو ہدف تنقید بنایا۔ ان کے خیال میں اس دور میں ملت اسلامیہ کو ایسے الہام کی ضرورت ہے جو قوم کی مردہ رگوں میں زندگی پیدا کر سکے اور یہ الہام قرآن وسنت میں موجود ہے۔ وہ الہام رد کر دینے کے قابل ہے جو جسد ملت کو ناکارہ بنانے کا کام کرے۔ ایسی امامت اور نبوت کو اقبال فتنہ اور ایسے الہام کو غارت گری کے ہم معنی قرار دیتے ہیں جو مسلمانوں کو

محکومی کا سبق دے اور قوم کے لئے قوت وطاقت کا باعث نہ ہو۔ وہ کہتے ہیں:

دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت — ہو جس کی نگاہ زلزلۂ عالمِ افکار
فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اس کی — جو مسلماں کو سلاطیں کا پرستار کرے
ہو بندۂ آزاد اگر صاحب الہام — ہے اس کی نگاہ فکر وعمل کے لئے مہمیز
محکوم کے الہام سے اللہ بچائے — غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز
وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگِ حشیش — جس نبوت میں نہیں قوت وشوکت کا پیام

حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم:

عقیدہ ختم نبوت کا لازمی نتیجہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے انتہائی عشق محبت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت واتباع ہے۔ اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نبی تو مانتا ہے، مگر اس کا دل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے حد درجہ کی محبت سے محروم ہے تو اس کا ایمان ہی مشتبہ ومشکوک ہے۔ کیونکہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت نہیں تو اطاعت وفرمانبرداری کی منزل طے نہیں ہو سکتی۔ ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک مسلمان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی اولاد، والدین اور تمام مخلوق سے زیادہ محبوب قرار نہ دے لے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو اور فارسی شعراء نے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کے لازوال نغمے تخلیق کئے اور نعت کے ایسے ایسے گوہر پیش کئے ہیں جن کی مثال دنیا کی شاعری میں ملنی مشکل ہے۔ مولانا روم، مولانا جامی، شیخ عطار، حالی، ظفر علی خان ایسی بلند پایہ ہستیوں نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عقیدت کے ایسے نذرانے اور نعت کے ایسے گلدستے پیش کئے کہ جن کی تاثیر سے شدائیانِ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قیامت تک لذت افروز ہوتے رہیں گے۔ لیکن اقبال کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن وجمال اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقام رفیع ہی کی قصیدہ خوانی نہیں کی بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سیرت طیبہ اور حیات مقدسہ کو ایک لائق اتباع نمونے کی حیثیت دے کر مسلمانوں کے مردہ دلوں میں تازہ روح پھونکنے کی کوشش کی ہے۔ ''اسرار خودی'' میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مسلمانانِ عالم کی آبرو، شہنشاہ بوریا نشین، خلوت گزین حرا، بانیٔ آئین نو، قاطع شہنشاہیت اور افضل کائنات قرار دیا۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است — آبروئے ما زنام مصطفیٰ است
طور موجے از غبار خانہ اش — کعبہ را بیت حرم کاشانہ اش
کمتر از آنے ز اوقاتش ابد — کاسب افزائش از ذاتش ابد
بوریا ممنون خواب راحتش — تاج کسریٰ زیر پائے امتش
در شبستان حرا خلوت گزید — قوم و آئین و حکومت آفرید
ماند شبہا چشم او محروم نوم — تا بہ تخت خسروی خوابیدہ قوم
وقت ہیجا تیغ او آہن گداز — دیدہ او اشکبار اندر نماز
در دعائے نصرت آمیں تیغ او — قاطع نسل سلاطیں تیغ او

در جہاں آئین نو آغاز کرد مسند اقوام پیشیں در نورد
از کلید دیں در دنیا کشاد ہمچو او بطن ام گیتی نزاد

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقام مسلمانوں کے دل میں ہوتا ہے اور ہم مسلمانوں کی آبرو ہی اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام لیوا ہیں۔ کوہ طور ان کے گھر کے گرد و غبار کی ایک لہر ہے اور آپ ن صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا گھر خود خانہ کعبہ کے لئے عبادے گاہ ہے۔ ابد کیا ہے؟ فقط ان کے ایک لمحے سے بھی کم اوقات ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی سب سے گرامی ہے۔ وہ خود بوریا نشین تھے لیکن ان کی امت کے پاؤں کے نیچے قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں آ گئیں۔ وہ غار حرا میں خلوت گزیں ہوئے اور ایک قوم، آئین اور حکومت تخلیق کر ڈالی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھیں رات کو نیند کی لذت سے محروم رہیں تو ان کی قوم خسرو پرویز کے نرم و گرم بستروں پر سو سکی۔ جنگ ہوتی تو ان کی تلوار فولاد کو پگھلا کر رکھ دیتی اور جب آپ نماز ادا فرما رہے ہوتے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو جاتی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تلوار فتح و نصرت کی امین تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نسل نے دنیا سے ملوکیت کا خاتمہ کر ڈالا۔ انہوں نے دین متین کی مدد سے دنیا کی ساری گتھیاں سلجھا دیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جیسا کوئی بھی دوسرا کسی بھی دنیا نے اور کسی بھی قوم نے پیدا نہیں کیا۔"

اس کے بعد علامہ نے مسلماں کی ہستی کو حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تجلی گاہ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گرد کو کوہ طور سے برتر، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سرچشمہ ایمان و یقین، مسلمانوں کی ترقی و عروج کا باعث اور امت مسلمہ کے باغ کے لئے ابر بہاری قرار دیا ہے۔ اقبال کے خیال میں مسلم قوم انگور کی ایسی بیل ہے جس کی سرسبزی و شادابی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کی نظر کرم کی محتاج ہے۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات ایسے کمالات کی حامل ہے تو پھر عاشق رسول کو مدینہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بے انتہا محبت کیوں نہ ہو؟

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است اے خنک شہرے کہ آں جا دلبر است

علامہ اقبال نے زوال مسلم کے سلسلے میں بارگاہ خداوندی میں شکوہ کیا تو خدا کا فرمان آیا کہ:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جب حقیقت یہ ہے تو زوال سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے وفا کے تقاضوں کی تکمیل میں مضمر ہے:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

لہٰذا مسلمانوں کے قومی مرض کا واحد علاج حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں پنہاں ہے:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں عشق محمد سے اجالا کر دے

یہ حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہے جس کی بدولت حضرت بلال عظمت و ہدایت کے ایسے مقام پر فائز ہوئے کہ سکندر ایسا بادشاہ بھی اتنی تگ و دو کے باوجود حضرت بلال کے شان و شکوہ سے محروم ہے:

اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے ـــــ رومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت مسلمانوں کا ساز و سامان ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ جذبہ عشق کی خالق ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی توجہ سرچشمہ حکمت و معرفت ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

ہر کہ عشق مصطفےٰ سامان اوست ـــــ بحر و بر در گوشہ داماں اوست

ترجمہ: جس کسی نے بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عشق اختیار کیا اور ان سے محبت کی، دین و دنیا اور خشکی و تری اس کے گوشہ دامن میں آ گئے۔

سید کل صاحب ام الکتاب ـــــ پردگیہا بر ضمیرش بے حجاب

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام انسانیت کے سردار اور حامل قرآن ہیں اور آپ پر تمام عالمِ غیب کے پردے وا کر دیئے گئے ہیں۔

ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی ـــــ کشتی و دریا و طوفانم توئی

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کی ذات ہی سب کچھ ہے۔ میرا ذکر و فکر، میری علم و دانش، میری کشتی، میرا دریا اور میرا طوفان سب کچھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔

اس لئے وہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک نگاہِ کرم کی التجا کرتے ہیں

اے شہ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظر کرم ـــــ وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغ سکندری

نیز اقبال فرماتے ہیں:

مسلماں آن فقیر کج کلاہے ـــــ رمید از سینہ او سوز

دلش نالد چرا نالد ندانہ ـــــ نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

ترجمہ: وہ مسلمان جو کبھی درویش کجکلاہ تھا، اس کے سینے سے سوز رخصت ہو گیا، اس کا دل رو رہا ہے، کیوں رو رہا ہے؟ یہ اس کو بھی خبر نہیں، اس لئے حضرت سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کی ایک نگاہِ کرم کی ضرورت ہے۔

علامہ اقبال نے حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک خوبصورت توجیہ کی ہے۔ ان کے خیال میں حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر اس قدر زور دینے کی وجہ یہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی کی وساطت سے انسانیت کو وجود باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی:

می توانی منکر یزداں شدن ـــــ منکر از شان نبی نتواں شدن

ترجمہ: تم خدا کے منکر تو بے شک ہو سکتے ہو، لیکن رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات والا صفات اور ان کی شان کے منکر ہرگز نہیں ہو سکتے۔

اسی لئے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات خدا سے بھی زیادہ محبوب نظر آتی ہے۔ اس سلسلے میں علامہ اقبال سیرت صدیق اکبر کا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں:

''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ محبت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ

وسلم کے ساتھ، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ زیادہ محبت ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہم بھی یہیں تھے اور اللہ تعالیٰ بھی یہیں تھا۔ نہ اس نے ہم کو پوچھا، نہ ہم نے اس کو پہچانا۔ اب جو اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آ گیا ہے تو ہم نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا ہے اور اللہ نے بھی ہم کو۔"

اس کے بعد علامہ اقبال نے اپنے دو شعر سنائے جنہیں آپ غلبہ رقت وگریہ کی وجہ سے بمشکل پورا کر سکے:

معنی حرفم کنی تحقیق اگر
بنگری بادیدۂ صدیق اگر
قوت قلب و جگر گردد نبی
از خدا محبوب تر گردد نبی

علامہ اقبال کے ہاں حب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ایک دلکش پہلو اور بھی ہے، جس سے لطف اندوز ہونا ہر شخص کے ظرف کی بات نہیں۔ یہ مقام خاص ہے جس پر اقبال فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں وہ بعض اوقات شوخی کا اظہار کر جاتے ہیں۔ لیکن کیا مجال جو حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں دامن ادب ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اس ضمن میں اس اصول پر عامل ہیں

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

ایک بار ایک نوجوان مسلمان علامہ سے ملنے آیا۔ وہ اپنی گفتگو میں بار بار سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محمد صاحب کہہ کر پکارتا۔ علامہ کو اس سے بے حد رنج ہوا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دیر تک یہی کیفیت رہی۔ بعد میں دیگر احباب سے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا "جس قوم کے نوجوانوں کا یہ حال ہو اس قوم کا کیا انجام ہوگا؟" یہی جذبہ تھا جس کے تحت علامہ اقبال نے فرمایا:

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ: اگر اسلام کی حقیقت کو جاننا چاہتے ہو تو آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک رسائی حاصل کرو۔ ان کے قرب اور ان کی محبت کے بغیر سبھی کچھ کفر اور لادینی ہے۔ نیز فرمایا

از مقام او اگر دور ایستی　　از میان معشر ما نیستی　　(اسرار و رموز ۱۵۲)

ترجمہ: اگر تم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقام و مرتبہ سے آگاہ نہیں ہو تو ہم میں سے نہیں۔

دامنش از دست دادن مردن است　　چوں گل از باد خزاں افسردن است　　(اسرار و رموز ۱۱۵)

ترجمہ: آپ کا دامن ہاتھ سے چھوڑنا گویا موت ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے پھول باد خزاں سے مرجھا جاتا ہے۔

سفر لندن کے دوران حضرت علامہ فلسطین بھی گئے۔ وہیں روضۂ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حاضری کا قصد کیا لیکن اچانک ارادہ تبدیل کر دیا۔ جب اس کی اطلاع اپنے رفیق سفر مولانا غلام رسول مہر کو دی، تو انہیں اس سے بہت صدمہ ہوا۔ ان کے استفسار پر علامہ نے کہا کہ لندن کے سفر میں میرے لئے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہونا مناسب نہیں۔ میں وطن واپس جاؤں گا اور اگر حضور پاک صلی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے طلب کیا تو انشاءاللہ پھر حاضر ہوں گا۔اسی وقت علامہ نے اپنی نظم "ذوق وشوق" کہی جو بال جبریل میں درج ہے۔

آرزوئے مدینہ:

عمر کے آخری حصے میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم علامہ پر اس قدر غلبہ پا چکا تھا کہ جس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اسم مبارک کے ذکر سے رقت طاری ہو جاتی۔آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے،اکثر اس تمنا کا اظہار کرتے کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار پاک پر حاضری کا موقع نصیب ہو۔بیت اللہ کا ارادہ بھی کیا۔۱۹۳۷ء میں سید غلام میراں شاہ کے نام متعدد خطوط میں اپنی اس خواہش کا اظہار بھی کیا۔ایک خط میں لکھتے ہیں:

"میں تو اس قابل نہیں ہوں کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ پاک پر یاد بھی کیا جاسکوں۔تاہم حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد سے جرات ہوتی ہے "الطالح لی" یعنی گناہ گار میرے لئے ہیں۔امید ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس دربار میں مجھے فراموش نہ فرمائیں گے"۔ (اقبال نامہ:مرتبہ شیخ عطاءاللہ حصہ اول ۲۲۸،۲۲۹)

مرض کی شدت اور نقاہت کی بنا پر سفر حجاز کے قابل نہ رہے،لیکن ذوق وشوق کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی آخری کتاب کا نام ہی "ارمغان حجاز" ہے اور اس کی ابتدائی رباعیات میں جگہ جگہ حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح لہراتی نظر آتی ہے۔روانگی مدینہ کے متعلق ایک رباعی ہے:

بدن وا ماند و جانم در تگ و پوست — سوئے شہرے کہ بطحا در رہ اوست
تو باش ایں جا و با خاصاں بیامیز — کہ من دارم ہوائے منزل دوست

ترجمہ:میرا بدن تھک گیا اور میری جان اس شہر خوبی کی راہوں میں مصروف تگ ودو ہوگئی ہے کہ جس کا نام بطحا ہے۔آپ لوگ ادھر ہی ٹھہریں اور بڑے بڑے لوگوں سے میل ملاپ کریں،میں تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف جانے کا آرزومند ہوں۔

"ارمغان حجاز" ہی میں یہ رباعی بھی شامل ہے،جو علامہ اقبال کی ادب شناسی کی دلیل ہے:

بہ پایاں چوں رسد ایں عالم پیر — شود بے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر
مکن رسوا حضور خواجہ مارا — حساب من ز چشم او نہاں گیر

ترجمہ:جب یہ بوڑھی دنیا اپنے انجام کو پہنچ جائے اور قیامت آجائے اور تمام تقدیریں بے نقاب ہو جائیں،تو اے باری تعالیٰ مجھے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے رسوا نہ کرنا اور میرا حساب ان سے چھپ کر لینا کہ میں ان کی موجودگی میں اپنی شرمندگی کی انتہا کو برداشت نہ کر سکوں گا۔

یہ رباعی دراصل یوں تھی اور ایک شخص محمد رمضان عطائی نامی نے آپ سے یہ رباعی مانگ لی:

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر — روز محشر عذر ہائے من پذیر
تو اگر بینی حسابم ناگزیر — از نگاہ مصطفےٰ پنہاں بگیر

ترجمہ: اے رب ذوالجلال! تیری ذات تو کسی چیز کی محتاج نہیں۔تو ہر چیز سے بے نیاز ہے۔لیکن میں تو ایک فقیر ہوں۔میرا آپ کا کیا مقابلہ؟ لہٰذا جب روز محشر آئے تو میرے بہانے اور میرے عذر کو قبول کر لینا۔۔۔اور اگر پھر بھی تو یہ سمجھے کہ میرا احساب کتاب لینا اشد ضروری ہے تو پھر سرور

کائنات سے چھپا کر ایسا کرنا۔ (اقبال نامہ حصہ اول ۳۳۸،۳۳۹)

حب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام، اولیاء اللہ، اور صلحائے امت کی شان میں اقبال نے اپنی تصانیف میں جگہ جگہ مدح سرائی کی۔ حضرت بلال، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی، حضرت امام حسین، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت مجدد الف ثانی، اورنگزیب، بوعلی قلندر، اور خواجہ علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو اقبال نے امت مسلمہ کے لئے لائق تقلید قرار دیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان تمام ہستیوں کا سب سے بڑا وصف حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے، جس سے ان کا دماغ سرشار تھا۔

اطاعت رسول مقبول ﷺ:

عقیدہ ختم نبوت کا ایک لازمی تقاضا اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔ عاشق کی ذات میں محبوب کے شمائل کا عکس ضروری ہے۔ اقبال نے اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مسئلے کی وضاحت کے لئے انتہائی موثر اور معنی خیز انداز اختیار کیا ہے۔ ایک مرتبہ علامہ نے ایک بزرگ کا واقعہ سنایا کہ ان سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کس طرح ہوسکتا ہے؟ بزرگ نے جواب دیا کہ پہلے اسوہ حسنہ کو اپنا شعار بناؤ اور زندگی اس سانچے میں ڈھالو۔ پھر اپنے آپ کو دیکھو یہی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار ہے۔ مسلمانوں کی عظمت کا راز اتباع رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں پنہاں ہے۔

بحول کوش مانند مہ نو — دریں نیلی فضا ہردم فزوں شو
مقام خویش اگر خواہی دریں دیر — بحق دل بند وراہ مصطفےٰ رو

ترجمہ: پہلی تاریخ کے چاند کی طرح اپنی منزل کی طرف آگے بڑھتے رہو اور اس نیلگوں فضا میں لحہ بہ لحہ تکمیل پاتے رہو۔ اگر اس جہان رنگ و بو میں اپنا صحیح مقام تلاش کرنا چاہتے ہو تو خدا سے لو لگاؤ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلو۔

تا شعار مصطفےٰ از دست رفت — قوم را رمز بقا از دست رفت

ترجمہ: جب سے قوم نے شعار مصطفےٰ سے منہ موڑا ہے اس کے ہاتھ سے دوام اور بقا کا راز نکل گیا۔

لاہور میں اقبال نے ایک میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جلسے کی صدارت کرتے ہوئے یوم میلاد منانے کے لئے درود پڑھنے، انفرادی و اجتماعی ذکر اور مطالعہ سیرت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

"تیسرا طریقہ اگرچہ مشکل ہے، لیکن بہرحال اس کا بیان کرنا بہت ضروری ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ یاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کثرت سے اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود مظہر ہو جائے۔ یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے جو کیفیت حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وجود مقدس میں ہویدا تھی وہ آج ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں:

آدمی دید است باقی پوست است دید آں باشد کہ دید دوست است (مقالات اقبال مرتبہ عبدالواحد معینی ۱۹۶)

ترجمہ: آدمی تو صرف دید ہے۔ باقی جسم اور گوشت ہے۔ دید کیا ہے؟ دید یہ ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیروی کریں۔

مقـــام حدیث: ان واقعات واشعار سے منکرسنت کے اس فریب کا پردہ چاک بھی ہوجاتا ہے کہ علامہ اقبال صرف قرآن کے قائل تھے اور سنت و حدیث رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مستند تصور نہیں کرتے تھے۔ مولانا مودودی نے اقبال کے بارے میں اپنے تاثرات کے ضمن میں لکھا ہے:

''حدیث کی جن باتوں پر نئے تعلیم یافتہ ہی نہیں، پرانے مولوی تک کان کھڑے کرتے ہیں اور پہلو بدل بدل کرتاویلیں کرنے لگتے ہیں۔ یہ ڈاکٹر آف فلاسفی ان کے ٹھیٹھ مفہوم پر ایمان رکھتا تھا اور ایسی کوئی حدیث سن کر ایک لمحے کیلئے بھی اس کے دل میں شک کا گزر نہ ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نے ان کے سامنے بڑے اچنبھے کے انداز میں اس حدیث کا ذکر کیا جس میں بیان ہوا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اصحاب ثلاثہ کے ساتھ کوہ احد پر تشریف رکھتے تھے۔ اتنے میں احد لرزنے لگا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا: تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا کوئی نہیں اس پر پہاڑ ساکن ہوگیا۔ اقبال نے حدیث سنتے ہی کہا کہ اس میں اچنبھے کی کون سی بات ہے؟ اس کو استعارہ ومجاز نہیں بلکہ ایک مادی حقیقت سمجھتا ہوں اور میرے نزدیک اس کیلئے کسی تاویل کی حاجت نہیں۔ اگر تم حقائق سے آگاہ ہوتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ ایک نبی کے نیچے آکر مادے کے بڑے سے بڑے تودے بھی لرز اٹھتے ہیں۔ مجازی طور پر نہیں واقعی لرز اٹھتے ہیں۔ (حیات اقبالؒ کا ایک سبق، مندرجہ مجلہ ''جوہر'' اقبال نمبر'')

راجہ نریندر ناتھ کے ساتھ دعوت چائے میں شرکت کے لئے گئے تو ہرن کی کھال کے فرش پر اس لئے نہ چلے کہ حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان کے بموجب ہرن کی کھال پر بیٹھنے یا چلنے سے انسان کے دل میں لاشعوری طور پر غرور پیدا ہو جاتا ہے۔

۱۹۳۳ء میں ایک نوجوان نے کہا کہ ''حضرت فاروق اعظم فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب چلتے تو درخت تعظیم کیلئے جھک جاتے تھے'' اس نوجوان کے خیال میں یہ واقعہ نا قابل توجیہ تھا۔ علامہ اقبالؒ نے فرمایا ''اگر تمہیں عمر فاروقؓ کی آنکھ نصیب ہو تو تم بھی دیکھو گے کہ دنیا ان کے سامنے جھک رہی ہے''

یہ ایک حقیقت ہے کہ علامہ اقبالؒ کو حدیث وسنت کی صداقت پر گہرا یقین تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت سی حدیثوں کو اپنے کلام نظم و نثر میں تلمیح یا دلیل کے طور پر استعمال کیا ہے۔ بلکہ ان کے فلسفے کے اہم اور بنیادی اجزا کا پس منظر معلوم کرنے کیلئے حدیث رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان محبوبیت کا ایک مہتم بالشان پہلو یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رات کے کچھ حصے میں خدائے بزرگ و برتر کی مرضی سے افلاک اور کائنات کی وسعتوں میں قدرت کے سربستہ رازوں کا بچشم خود مشاہدہ کیا۔ واقعہ معراج انسانی زندگی کی ترقیوں کے وسیع اور لامتناہی امکانات کا حامل ہے۔ ''جاوید نامہ'' میں علامہ اقبال حقیقت معراج پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں۔

معراج شریف کی اهمیت:

از شعور است ایں کہ گوئی نزد و دور — چیست معراج؟ انقلاب اندر شعور
انقلاب اندر شعور از جذب و شوق — وارہاند جذب و شوق از تحت و فوق
ایں بدن با جان ما انباز نیست — مشت خاکے مانع پرواز نیست

معراج اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کی خودی اپنی انتہائی بلندی پر پہنچنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عین روبرو اپنی ہستی کو برقرار رکھتی ہے۔ یہی خودی کی معراج ہے یہ انسانیت کی تکمیل کا اظہار ہے؟ آدمیت کا شرف دیگر مخلوقات پر اسی حقیقت میں پوشیدہ ہے۔ یہاں انسان کا ہاتھ، انسان کی آنکھ اللہ کی آنکھ اور غرضیکہ انسان مکمل طور پر مرضی خداوندی سے مطابقت و موافقت کے منصب پر فائز ہو جاتا ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کارساز

اب آسمان اور اس کے جملہ نظام انسانی تگ و تاز کی زد میں ہیں اور انسان کیلئے تسخیر مہ و مہر کا کام کوئی دشوار نہیں۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
دے ولولہ شوق جسے لذت پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج
ناوک ہے مسلمان ہدف اس کا ہے ثریا
ہے سِر سرا پردہ جاں نکتہ معراج
تو معنی و النجم نہ سمجھا تو عجب کیا
ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج

یہ معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وہ سبق ہے۔ جس کا تعلق انسانی عظمت و شرف کے اظہار سے ہے۔ رہی روحانی بلندی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بلند مقامی کا تصور بھی ناممکن ہے۔ تاہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کے طفیل امت مسلمہ کے افراد کو "نماز" کے ذریعے معراج کے ہلکے سے تصور کی سعادت عطا کی گئی ہے۔ نماز بھی حقیقت میں معراج انسانیت کا ذریعہ ہے۔ جس کا تعلق کسب و محنت سے ہے جبکہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی معراج ذات سبحانہ کی عطائے خاص تھی۔ جس میں کوئی دوسرا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا شریک نہیں۔ "پس چہ باید کرد" میں اس نکتہ کی طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے۔

در بدن داری اگر سوز حیات
ہست معراج مسلماں در صلوٰت

اسی نکتے کی مزید وضاحت "اسرار خودی" میں اس طرح کی گئی ہے۔

لاالہ باشد صدف گوہر نماز — قلب مسلم راحج اصغر نماز
در کف مسلم مثال خنجر است — قاتل فحشا و بغی و منکر است

ترجمہ: لاالہ گویا سیپ ہے اور نماز سیپ کے اندر پایا جانے والا ایک موتی ہے۔ مسلمانوں کیلئے نماز بمنزلہ حج اصغر ہے۔ نماز ایک ایسا خنجر ہے جو مسلمان کے ہاتھ میں ہو تو تمام برائیوں، فسق و فجور اور خرابیوں کی جڑ کاٹ ڈالتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی طبعی شفقت و رحمت اور غمخواریٔ امت

علامہ حافظ سید محمد سعد اللہ شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمتِ الٰہی کا مظہرِ اتم: قرآن مجید کھولتے ہی خالق کائنات کا اسم ذات (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ متصل اس کے جن صفاتی اسماء حسنیٰ پر نظر پڑتی ہے وہ "رحمٰن" اور "رحیم" ہیں۔ اہل علم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں نام "رحم" سے مشتق اور مبالغہ کے صیغے ہیں۔ جن میں مصدری معنی (رحمت) کی زیادتی پائی جاتی ہے۔ اسم ذات "اللہ" کی طرح اسم صفت "رحمٰن" کا اطلاق بھی صرف ذات باری تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ لغوی اعتبار سے اس کے اندر مصدری معنی (صفت رحمت) کی وہ زیادتی پائی جاتی ہے جس کے بعد زیادتی کا کوئی درجہ اور تصور نہیں۔ اس لئے صحیح معنوں میں اس کا ترجمہ بہت مشکل ہے۔ تاہم مترجمین عام طور پر اردو میں اس کا مفہوم "نہایت رحم کرنے والا" یا "حد درجہ رحم کرنے والا" سے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں رحمت کا عموم ہے جو بلا تمیز اور بلا تفریق ساری کائنات کو شامل ہے۔ اور "رحیم" میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ساری مخلوق پر "رحمٰن" کی جو حد درجہ رحمت ہو رہی ہے اس میں کسی قسم کی کمی یا انقطاع نہیں۔ یہ ہمیشہ اور مسلسل ہو رہی ہے۔

اللہ کریم اپنی مخلوق پر کتنا مہربان ہے اس کی تفصیل میں جانا ہمارا موضوع نہیں تاہم صحیح بخاری کی صرف ایک روایت ملاحظہ فرما لیجئے جس سے رحمت الٰہی کی وسعتوں کا کچھ اندازہ ہو جائے گا۔

"عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یقول: جعل اللہ الرحمۃ فی ماۃ جزء فامسک عندہ تسعۃ و تسعین جزءً ھو انزل فی الارض جزءً ا واحدا فمن ذالک یتراحم الخلق حتیٰ ترفع الفرس حافرھا عن ولدھا خشیۃ ان تصیبہ"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کریم نے رحمت کے سو حصے کئے جن میں سے ننانوے حصے اپنے پاس روک لئے، اور صرف ایک حصہ زمین پر نازل فرمایا۔ اب ساری مخلوق جو ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے تو وہ اسی ایک حصہ رحمت کی بدولت ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑا بھی اپنے بچے (بچھیرے) سے اپنا سم (پاؤں) محض اس ڈر سے اٹھا لیتا ہے کہ اس کے بچے کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے"

مولانا روم علیہ الرحمہ نے تخلیق الٰہی کے مقصد کو یوں بیان فرمایا ہے:

من نہ کردم خلق تا سودے کنم بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم

اس تمہید سے مقصود یہ عرض کرنا ہے کہ جو اللہ جل شانہ "رحمٰن و رحیم" ہے جس نے رحمت کے ننانوے حصے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں اور جس کی رحمت و ربوبیت کا مظاہرہ بلا تخصیص سارے جہانوں میں ہو رہا ہے، اسی ذات والا شان نے اپنی رحمت کا "مظہر اتم" بنا کر اور "رحمۃ للعالمین" کا تاج سجا کر اپنے آخر الزمان پیغمبر اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا

انسانیت کی ہمدردی اور غمخواری کا بنیادی باعث چونکہ ایک انسان کی جبلی شفقت و رحمت پر ہوتی ہے۔ اس لئے ہم اس باب میں یہ چیز واضح کرنے کی کوشش اور سعادت حاصل کریں گے کہ اللہ کریم نے کس طرح اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سراپا رافت و شفقت بنایا تھا اور جبلی اور طبعی طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی میں اپنی امت کا کتنا غم، کتنی فکر اور کتنا احساس تھا۔ تمام انسانوں کی محبت کتنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور کس طرح مجسمۂ رحمت اور پیکر خلوص و محبت تھے۔ پھر اس طبعی رافت و شفقت کے مظاہرہ کی عمدہ مثالیں بیان کریں گے۔

رحمۃ للعالمین: چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وما ارسلنک الا رحمۃللعالمین (انبیاء:۱۰۵)

ترجمہ: اور ہم نے اے رسول! تمہیں سارے جہانوں کے لئے (سراپا) رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔

قرآن مجید کی یہ آیت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا جلی عنوان ہے۔ یہ آیت پاک کی ایک مختصر سی آیت ہے، مگر معنوی گہرائی کے لحاظ سے قرآن کریم نے جامعیت اور بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ یہ آیت پاک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کے دو رخ پیش کر رہی ہے۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت خدا تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر بڑا فضل و کرم ہے، خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان کے طور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا۔ دوسرا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی تمام جہانوں کے حق میں رحمت اور خدا کا فضل و احسان ہے۔

پہلے مفہوم کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل و کرم نمایاں ہوتا ہے، اور دوسرے مفہوم کے لحاظ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات رحمت کا پہلو روشن ہوتا ہے۔ اور آیت پاک میں یہ دونوں مفہوم صرف "رحمۃ" کی نحوی ترکیب کے فرق سے پیدا ہوتے ہیں۔

رحمۃ کو اگر ارسلنک کی ضمیر خطاب سے حال بنایا جائے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس کے سراپا رحمت ہونے کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ رحمۃ کو ارسلنا کا مفعول لہ بنایا جائے تو بعثت نبوی کے رحمت الٰہی ہونے کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ مترجمین نے دونوں مفہوم مراد لئے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے کلام کی بلاغت کا کمال یہ ہے کہ ایک ہی لفظ دو مفہوم ادا کر رہا ہے اور دونوں معانی مل کر خدا تعالیٰ کے پورے مقصد کو واضح کر رہے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام عالم والوں پر رحم فرما کر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات تمام عالم والوں کے حق میں بہت بڑی نعمت ہے۔ قرآن کریم نے یہ دونوں معانی الگ الگ آیتوں کے اندر بھی بیان کئے ہیں۔ حسب ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت کو اپنی رحمت اور اپنے انعام و اکرام کا مظہر بنایا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم (سورۃ آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب اس نے بھیجا ایک رسول ان ہی میں سے"

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولک (سورۃ آل عمران:۱۵۹)

"اللہ کے فضل و کرم سے تم اے محبوب! نرم دل واقع ہوئے ہو اور اگر آپ سخت واقع ہوتے اور سخت مزاج ہوتے تو یہ لوگ آپ کے اردگرد سے بھاگ جاتے"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت کو اہل ایمان پر اپنا فضل و کرم قرار دیا اور یہ اشارہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت خدا تعالیٰ کی رحمت و ربوبیت کا عکس کامل اور مظہر اکمل ہے۔

جن حضرات نے آیت کے دوسرے معنی کو اختیار کیا ہے ان کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت پاک ہے۔

عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم. (سورہ توبہ:۱۲۸)

ترجمہ:(اے لوگو!) تم پر جو سختی آتی ہے وہ اس رسول پر گراں گزرتی ہے وہ تمہاری بھلائی پر حریص اور اہل ایمان کے حق میں بے حد مہربان اور مشفق ہیں"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس کو رحمت اور رافت کی صفتوں سے براہ راست متصف فرمایا ہے الغرض اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سارے نبی رحمت تھے۔ مگر "رحمۃ للعالمین" نہیں تھے۔ ان کی رحمت اپنی قوم، اپنے علاقے اور اپنے زمانے تک محدود تھی۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت سارے جہانوں اور دنیا وآخرت کو شامل ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت دنیا وآخرت میں منقطع نہیں ہوگی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت مطلقہ تامہ، جامعہ عامہ اور ہر قسم کو رحمتوں کی محیط ہے۔ اس خزانہ رحمت میں دوست، دشمن، کافر، مسلم بوڑھے، بچے، عورت، مرد آقا، غلام، انسان، حیوان ہر ایک صنف ہستی برابر کی حصہ دار تھی۔

مفسر زمخشری نے دوست، دشمن، اپنے، پرائے، عجمی، عربی، گورے، کالے کے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت عامہ کو ایک میٹھے چشمے سے تشبیہ دی ہے۔ جس سے ہر آدمی کو سیراب ہونے کی اجازت تھی۔ صرف اجازت ہی نہیں بلکہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دلی خواہش بھی تھی۔ اب جو لوگ خوش نصیب تھے وہ خود بھی اس چشمے سے سیراب ہوئے اور اپنی کھیتیوں اور مویشیوں کو بھی پلایا اور یوں کامیاب رہے اور جو لوگ بد بخت تھے وہ خود ہی اپنی جہالت کی وجہ سے اس چشمۂ رحمت سے فیض یاب نہ ہو سکے اور یوں محروم رہے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شور بوم خس

اگر کوئی بد بخت اس رحمت عامہ سے خود ہی متمتع نہ ہو تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ آفتاب عالم سے روشنی اور گرمی کا فیض بلا تخصیص ہر طرف پہنچتا ہے۔ لیکن کوئی شخص اپنے اوپر سارے دروازے، سوراخ اور راستے بند کرلے تو یہ اس کی دیوانگی ہوگی۔ آفتاب کے عموم فیض میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔

چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دین ودنیا کے اعتبار سے رحمت تھے۔ دین میں رحمت بایں معنی کہ لوگوں کو گمراہی اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لائے۔ (**وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین** یعنی حالانکہ وہ قبل ازیں کھلم کھلا گمراہی میں تھے) اور دنیا میں رحمت بایں معنی کہ انہیں ذلالت وجنگ وقتال اور اخلاق رذیلہ سے نجات دلا کر محبت واخوت اور اخلاق جمیلہ کا پیکر بنا دیا۔

دوسرے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان معنوں میں بھی رحمۃ للعالمین ہیں کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی قوموں نے جب اپنے نبیوں کو جھٹلایا تو اللہ کریم نے جھٹلانے والوں کو زمین میں دھنسا کر شکلیں مسخ کر کے یا پانی میں غرق کر کے ہلاک فرما دیا۔ جب کہ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جھٹلانے والے سے اللہ تعالیٰ نے موت یا قیامت آنے تک عذاب اٹھالیا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی ہی کی بدولت ہے ورنہ اس قوم کو کون سا سرخاب کا پر لگا ہوا تھا کہ تکذیب پیغمبر کے باوجود اس پر عذاب نہ آئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اعتراف رحمت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ایک موقعہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رحمت عامہ سے متعلق بڑی ایمان افروز بات کی۔ عرض کیا

"یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قربان۔ بے شک حضرت نوح علیہ السلام نے

اپنی (نافرمان) قوم کے لئے یوں دعا کی تھی کہ اے میرے پروردگار زمین پر کفار میں سے ایک فرد بھی زندہ نہ چھوڑ۔ (یا رسول اللہ) اگر آپ بھی اسی طرح ہمارے لئے بددعا فرما دیتے تو یقیناً ہم ہلاک ہو جاتے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیٹھ کو روندا گیا، چہرہ مبارک زخمی کیا گیا اور دانت مبارک توڑے گئے۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی قوم کے حق میں کلمہ خیر کے سوا کوئی بات کہنے سے انکار کر دیا، بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ وہ (میری حقیقت کو) جانتی نہیں"

اقبال سہیل نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس رحمت کی خوب نقشہ کشی کی ہے۔ کہتے ہیں:

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی، پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
ستم کے عوض داروئے شفا دی، طعن سنے اور نیک دعا دی
زخم سہے اور بخشا مرہم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

معروف اردو سیرت نگار قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خصوصیت "رحمۃ للعالمین" کے تحت رحمت کی چھیالیس وجوہات شمار کی ہیں۔ آخر میں اس حوالے سے بڑی ایمان افروز بات لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:

"رحمۃ للعالمین صرف حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خصوصیت ہی نہیں بلکہ یہ بطور اسم اور علم بھی مستعمل ہے اور یہ (مبارک) نام کسی غیر کا تجویز کردہ نہیں، ماں باپ کا رکھا ہوا نہیں، کسی شاعر کے تخیل کا نتیجہ نہیں، کسی فدائی کا جوش محبت نہیں، بلکہ یہ ایک حقیقت ہے اور اس حقیقت کا انکشاف حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ ایک صداقت کا گنجینہ ہے اور اس گنجینہ کا نشان خود ہادیٔ مطلق نے دیا ہے۔ یہ ایک بشارت ہے جسے قدرت ربانی ہر ایک مخلوق کے کان تک پہنچانا چاہتی ہے، یہ ایک نوید ہے جو عالم عالمیان کو شیفتۂ احسانات الٰہیہ بناتی ہے"

پوری انسانیت کے غمخوار اور خیر خواہ: قلب مصطفوی میں اپنی امت اور ساری انسانیت کے ساتھ بے پایاں شفقت، رحمت، غمخواری اور ہمدردی کا جذبہ کس قدر موجزن تھا اور آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سارے عرب و عجم کے کس قدر خیر خواہ تھے، اس کا صحیح معنوں میں اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ دلی کیفیات و جذبات کو کسی پیمانے سے ناپا نہیں جا سکتا۔ تاہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس غمخواری، خیر خواہی اور عام شفقت و رحمت کی طرف قرآن مجید نے بڑا بلیغ اشارہ کیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ (سورہ توبہ)

ترجمانی: "اے لوگو! تمہارے پاس وہ عظیم الشان رسول آیا جو تمہاری ہی جنس (انسانوں) سے ہے وہ سراپا شفقت ہے وہ تمہارا دکھ برداشت نہیں کر سکتا، تمہاری ہر تکلیف خواہ جسمانی ہو یا روحانی اس کے دل کا درد و غم بن جاتی ہے۔ وہ تمہاری بھلائی کی خواہش سے لبریز ہے وہ اس کے لئے ایسا مضطرب قلب رکھتا ہے کہ اگر اس کی ذاتی طور پر بن پڑتی تو ہدایت و سعادت کی ساری پاکیاں تمہیں پہلے ہی دن گھونٹ بنا کر پلا دیتا۔ پھر اس کی یہ شفقت و غمخواری اور خیر خواہی کا انتہائی جذبہ (اے اہل عرب) صرف تمہارے ہی لئے نہیں، وہ تو تمام مومنوں کے لئے خواہ عرب کے ہوں یا عجم کے "رؤف رحیم" ہے"

نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کفار کو کفر و شرک میں مبتلا دیکھتے اور خیال فرماتے کہ یہ لوگ کس انجام بد سے دوچار ہونے والے ہیں اور یہ لوگ کیونکہ اپنے ہاتھوں اپنے لئے ہلاکت کا گڑھا کھود رہے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دل رحم پرور کو نہایت صدمہ گزرتا تھا اور یہ صدمہ اس حد تک پہنچ گیا کہ خود باری تعالیٰ کو اتنا صدمہ کرنے اور اس قدر تاثر لینے سے منع کرنا پڑا۔ فرمایا:

ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر۔ (سورہ آل عمران:۱۷۶)

''اور(اے محبوب) کفر میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے والوں کی حالت سے آپ (اتنا) اندوہ گیں نہ ہوا کریں''

حریص علیکم......لغوی اعتبار سے ''حرص'' کا صلہ جب ''علیٰ'' آئے تو اس کے معنی شدت طلب کے ہوتے ہیں۔اس اعتبار سے ان الفاظ کا ترجمہ یوں ہوگا۔''یہ عظیم رسول تم لوگوں کی نفع رسانی اور خیر خواہی کا کمال درجہ طالب و شائق ہے''

اس آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی صفات اور اسماء، میں ''رؤف رحیم'' لاکر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو وہ اعزاز بخشا جو کسی بھی پیغمبر کے حصے میں نہیں آیا۔اللہ کریم نے یہ دونوں پیارے نام اسی ترکیب کے ساتھ اپنے نام کے ساتھ بھی استعمال فرمائے ہیں۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللہ بالناس لرؤف رحیم (سورۃ البقرۃ:۱۴۳۔سورۃ الحج:۶۵)

''بے شک اللہ سارے انسانوں پر رؤف رحیم ہے''

البتہ اتنا فرق ہے کہ اللہ کریم کی رافت و رحمت مومن کافر سب انسانوں کے لئے عام ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رافت و رحمت کو بوجوہ مومنوں کے لئے خاص کیا گیا ہے۔مومنوں کے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے کہ وہ دو کریموں کے درمیان ہیں۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

مومنوں کے لئے ان کی اپنی ذاتوں سے بھی زیادہ خیر خواہ: انسان کا دنیا میں کوئی خیر خواہ ہو یا نہ ہو وہ خود تو اپنا خیر خواہ ہوتا ہی ہے۔یہ ہر انسان کی طبعی نفسیات ہے۔اس کے باوجود انسان کا نفس اگر پاکیزہ اور تربیت یافتہ نہ ہو اور ادھر ازلی دشمن (شیطان) بھی اس کی گھات میں بیٹھا ہو تو انسان بسا اوقات ایسا اقدام کر بیٹھتا ہے جو خود اس کے لئے باعث ہلاکت و نقصان ہوتا ہے۔جبکہ پیغمبر نفسانی اور شیطانی دھوکوں سے معصوم اور محفوظ ہوتا ہے۔اس لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مومنوں کے ساتھ جو ایک خاص تعلق ہے اس کی نوعیت و کیفیت بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم (سورۃ الاحزاب:۶)

''نبی (اکرم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب (یا مالک) ہیں''

کیا انتہاء ہے اس شفقت و تعلق کی، جو ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی تمام امت کے ساتھ ہے۔انسان خود اپنا دشمن و بد خواہ ہو سکتا ہے اور اپنی جہالت کی بنا پر بنتا رہتا ہے۔مگر نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چونکہ اپنے نور نبوت سے خفی سے خفی انسانی مصالح کو بھی دیکھ رہے ہیں، اس لئے کسی حال میں بھی اور کسی موقعہ پر آنجناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بد خواہی کا امکان نہیں۔ایک آدمی کی خیر خواہی، اصلاح احوال، عزت، خوش حالی اور سعادت دارین کا جتنا خیال اور اہتمام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہے، اسے خود بھی نہیں۔اس گہرے تعلق کی وضاحت خود حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعے بیان فرمائی ہے۔چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے:

''میری اور میری امت کی حالت اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی ہو، پھر مختلف کیڑے پتنگے اس میں گرنے کیلئے دوڑتے چلے آرہے ہوں۔ٹھیک اسی طرح میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ پکڑ کر بچانے کی کوشش کر رہا ہوں اور تم ہو کہ اس (ہلاکت اور کفر کی آگ) میں گرے جارہے ہو''

حقیقت یہ ہے کہ جو تعلق خاطر، جو پیار و محبت، جو شفقت، جو خیر خواہی، جو ہمدردی اور غمخواری حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام انسانیت اور اپنی امت سے رہی ہے اور جو اس وقت بھی جاری ساری ہے اس کی نظیر انسانی محبت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

Monthly **AL-HAQIQA** February 2012
Reg.No. C.P.L.169

يارب العلمين جل جلالہ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ

یا رحمۃ للعلمین علیک الصلوٰۃ والسلام

محفل میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

12 ربیع الاول کو مرکزی جلوس کے بعد تا نماز ظہر

بمقام آستانہ عالیہ حضور مفکر السلام نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

فیضانِ نظر

آئینہ کمالات و کرامات ترجمانِ حقیقت شاہکار حضور نقش لاثانی

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی قادری

قدس سرہ النورانی

زیرِ سرپرستی

وارث حضور مفکر اسلام

صاحبزادہ محمد عطاء الحق نقشبندی حسینی

جید علماء کرام اور ثناء خوانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں

منجانب **شیرانِ اسلام پاکستان**